قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجہ

پندرہ روزہ

سوادِ اعظم

لاہور



ادارۂ نعیمیہ رضویہ سوادِ اعظم مدینہ کالونی سوادِ اعظم سٹریٹ والٹن لاہور

آل انڈیا سُنّی کانفرنس سے آل پاکستان سُنّی کانفرنس تک

تاریخ کے آئینہ میں

پندرہ روزہ

سوادِ اعظم والٹن لاہور کا

سُنّی کانفرنس نمبر

قیمت اڑھائی روپے

خصوصی ایڈیشن

جلد ۲۲ یکم اکتوبر ۱۹۷۸ء / ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۸ء نمبر ۱۹/۲۰

مدیرِ اعلیٰ۔ غلام قطب الدین نعیمی ناظم اعلیٰ تنظیم علماءِ غوثیہ پاکستان۔ سالانہ پندرہ روپے



چند جھلکیاں

★ جب آل انڈیا سُنّی کانفرنس اپنی تاریخ بنا رہی تھی

★ آل پاکستان سُنّی کانفرنس تاریخ کے آئینہ میں۔

★ پاکستان میں جمعیتہ العلمائے پاکستان کا قیام۔ کیوں اور کیسے

★ قیام پاکستان میں اہل سنت وجماعت کا کردار

★ محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کا بنارس میں دیا ہوا خطبہ صدارت

★ " " اجمیر شریف میں دیا ہوا خطبہ صدارت

★ محدث علی پوری پیر جماعت علی شاہ علیہ الرحمتہ کا مرادآباد میں دیا ہوا خطبہ صدارت

★ پلیٹر پارٹی کی ستیہ گرہ کی تحریک

★ آل انڈیا سنی کانفرنس کے قرطاس برکنیت پر سُنّی کی تولیف (ایک دستاویز)

★ کانگریسی علماء پاکستان میں گاندھی کے نقش قدم پر

★ علمائے اہلسنت میدان کربلا۔

اور بہت سے موضوعات

ایک دستاویزی نمبر

نئے از مطبوعات

ادارہ نعیمیہ رضویہ سوادِ اعظم مدینہ کالونی والٹن لاہور

مطبوعہ:۔ تعلیمی پرنٹنگ پریس حق سٹریٹ رود بیرون اکبری گیٹ میں چھپا۔

رویت ہلال کمیٹی پر لٹکے ڈرے

عید کے چاند پر اس مرتبہ باوجود احتیاط کے پھر شور مچایا گیا اور دو عیدیں ملک میں ہو گئیں۔ اللہ یہ دو عیدیں متعصبانہ طور پر منائی گئیں۔ جن کا کوئی جواز نہ تھا۔

جس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ رویت ہلال کمیٹی کے چیئرمین علامہ سید محمود احمد رضوی جو کہ جمعیت علمائے پاکستان سے منسلک ہیں۔ اور سواد اعظم اہل سنت وجماعت کے مایہ ناز ہستی بھی ہیں۔

چونکہ جمعیت علمائے پاکستان قومی اتحاد کو خیر باد کہہ چکی ہے اس لئے مفتی محمود کب گوارا کریں گے کہ کوئی ان کا مخالف رویت ہلال کمیٹی کا چیئرمین بنے لہٰذا مخالفت برائے مخالفت کے جذبہ کے تحت مفتی محمود صاحب نے یہ مطالبہ داغ ڈالا۔ کہ چونکہ رویت ہلال کمیٹی چاند کے بارے میں صحیح فیصلہ نہ کر سکی۔ اس لئے اسے توڑ دیا جائے۔

سوال یہ ہے کہ صوبہ سرحد میں ہی کیوں ہر سال ایک دن پہلے چاند ہو جاتا ہے۔ دیگر مقامات پر کیوں نہیں دکھائی دیتا۔ اب کی مرتبہ رمضان المبارک کا چاند کیا کوئی گڑبڑ ہو سکی اور بالاتفاق یکم رمضان المبارک پیر ۷ اگست کو ہوا۔ اور حساب سے بروز اتوار ۳ ستمبر کو ۲۸ رمضان المبارک پڑتا ہے کیا کوئی شرعی نظیر ایسی ہے جس سے ۲۸ رمضان المبارک کو روزہ ختم کر دیا گیا ہو۔ اگر یہ کہا جائے ہو سکتا ہے وہاں پہلا روزہ اتوار ۵ اگست کو چاند دیکھ کر رکھ لیا گیا ہو۔ اس صورت میں یہ ذمہ داری صوبہ سرحد پر عائد ہوتی۔ کہ وہاں کی ہلال کمیٹی اور صوبائی حکام نے کیوں نہ مرکزی ہلال کمیٹی کو شہادتیں فراہم کیں۔ صوبہ سرحد والے صوبہ سرحد میں صرف اگلی مرتبہ ہی نہیں بلکہ اس سے قبل بھی ایک دن پہلے روزہ اور ایک دن پہلے عید الفطر کر لیا کرتے تھے۔ جبکہ مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے چیئرمین مولانا احتشام الحق تھانوی ہوا کرتے تھے۔ ان کے وقت کیوں نہ کسی نے مطالبہ کیا تھا۔ کہ مرکزی ہلال کمیٹی کو توڑ دیا جائے۔ اس وقت کونسی مصلحت مانع تھی۔ یہی تاکہ سکہ رائج الوقت ان کا پسندیدہ اور ہم مشرب تھا؟

خدارا دین کو بازیچۂ اطفال نہ بنائیے آپس کے اختلافات کو دینی مسئلہ بنا کر نہ کھڑا کیجئے۔ قوم کو اس وقت اتحاد و اتفاق کی سخت ضرورت ہے ایسے ماحول میں چیئرمین رویت ہلال کمیٹی کو سبکدوش کرنے اور ہلال کمیٹی کے توڑ دینے سے حالات اور سنگین ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ؎

دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی

مفتی محمد حسین نعیمی کے خلاف قرارداد

دیوبندی مکتب فکر کی ایک نام نہاد انجمن نے ایک قرارداد مذمت نوائے وقت میں چھپوائی ہے جس میں یہ کہا گیا تھا۔ کہ مفتی محمد حسین نعیمی نے کہا ہے کہ قرآن کو چھ حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

مذکورہ نام نہاد انجمن نے قوم میں انتشار پھیلانے کی کوشش کی ہے تقریر کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی جو ایک متعصبانہ انداز ہے۔

فقہی مسائل

آپ کے سوال ہمارا جواب

اس عنوان کے تحت مولانا غلام قطب الدین نعیمی مدیر اعلیٰ سوادِ اعظم و ناظم اعلیٰ دار العلوم نعیمیہ رضویہ سوادِ اعظم والٹن لاہور آپ کے ارسال کردہ مسائل خواہ وہ سیاسی، فقہی، ثقافتی یا اعتقادی ہوں۔ اُن کے جواب دیا کرتے ہیں۔ آپ بھی کوئی سوالات بھیج سکتے ہیں۔ علیحدہ جواب منگوانے کے لئے (۲۰ پیسے کا) ڈاک ٹکٹ ہمراہ ارسال کیا کریں۔ (ادارہ)

سوال: یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ مرد اپنی بیوی کے جنازے کو کاندھا نہیں دے سکتا کیا یہ صحیح ہے

جواب۔ شریعت مطہرہ کی رو سے مرد اپنی بیوی کے جنازے کو کاندھا دے سکتا ہے۔

سوال۔ میت کو غسل دینے کے بعد نہلانے والا پھر خود بھی غسل کرے۔

یا

میت کے جنازے کو کاندھا دیکر غسل یا وضو کرنا ضروری ہے

جواب۔ مستحب یہ ہے کہ میت کو غسل دے کر خود بھی غسل کرلے۔ ہاں البتہ جنازے کو کاندھا دیکر نہ غسل ہے اور نہ وضو۔

سوال۔ اگر بچہ مردہ ہی پیدا ہو تو کیا اس کو غسل اور نماز جنازہ پڑھی جائے۔

جواب۔ نماز جنازہ مرے پیدا بچہ کی ضروری نہیں البتہ غسل ضروری ہے۔

سوال۔ بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی کے اندر نماز ہوتی ہے جبکہ تم کہتے ہو مسجد میں جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔

جواب۔ وہاں شافعی مسلک کے پیرو ہیں ان کے نزدیک جائز ہے لیکن ہمارے نزدیک اس لئے ناجائز ہے کہ ہم امام ابوحنیفہ کے مقلد ہیں امام اعظم کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

سوال۔ گیارہویں۔ چہلم۔ تیجہ عرس کا شرعی ثبوت کیا ہے۔

جواب۔ مطلقاً ایصال ثواب کا ثبوت کتاب و سنت سے ثابت ہے مذکورہ تقریبات کا مقصد ایصال ثواب ہوتا ہے۔ محض امتیاز کی وجہ سے یہ نام رکھے گئے ہیں۔ تاکہ لوگوں کو پتہ لگ جائے کہ یہ تقریب کس سلسلے میں ہے۔ نام رکھنا کوئی معیوب بات نہیں ایام حج قربانی یوم جشن قرآن رمضان بلکہ ہر ماہ کے اسلامی نام اس بات کا ثبوت ہیں۔ کہ تقریبات کی امتیاز کے لیے نام رکھ لینا کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔

موت اور حیات بعد الموت کے بارے میں چند سوالات

سوال۔ کیا مردہ اپنے نہلانے والے، قبر کھودنے والے تجہیز و تکفین کرنے والے کو پہچانتا ہے۔

جواب۔ جی ہاں اچھی طرح پہچانتا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے۔ کہ میت جانتی ہے کہ اسے کون غسل دیتا ہے کون کفن اور کون قبر کے اندر اتارتا ہے۔ (طبرانی مسند احمد وغیرہ) (...) مسلم میں ہے کہ میت اگر نیک ہو (...) کہ جنازہ لے جانے والوں سے

کہتی ہے۔ کہ جلدی یار کے پاس لے چلو۔ اور اگر کسی بدمذہب کی ہے تو کہتی ہے کہ مجھے تم کہاں لے چلے ہو ہائے بدقسمتی۔

سوال۔ کیا موت کے بعد روح میت کے قریب رہتی ہے۔ قبر پر آنے جانے والے کو دیکھتی ہے۔ اور کیا دنیا میں گھومنے پھرنے یا عزیز و اقارب سے ملنے کی اجازت ہے۔

قبر پر باپ بیٹا ماں بہن اولاد کو جلنے سے صاحب قبر ان کو پہچانتا اور جواب دیتا ہے۔

جواب۔ امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ اپنی تصنیف شرح الصدور میں لکھتے ہیں۔ کہ میت کی روح فرشتے کے قبضے میں رہتی ہے اور وہ ہر غسل کرانے والے تجہیز و تکفین میں شرکت کرنے والوں کو دیکھتی اور پہچانتی ہے۔

البتہ نیک بندہ (اولیاء اللہ) کی روح آزاد ہوتی ہے۔ نیا جسم لطیف عنایت کر دیا جاتا ہے جس کے ساتھ وہ جہاں چاہے گھوم پھر سکتی ہے تصرفات کر سکتی ہے۔ خدا کے ولی کی روح قبر پر آنے جانے والے کو دیکھتی اور اس کی فریاد سنتی ہے اور عطائے الٰہی سے مدد کرتی ہے تصرفات کر سکتی ہے سلام و فریاد کا جواب بھی دیتی ہے۔

سوال۔ کیا یہ نذر و نیاز۔ کھانے کپڑے فرش اور مدرسے کی طرف سے کسی صدقہ جاریہ کے کام میں رقم لگائی جائے۔ ایصال ثواب۔ قرآن خوانی۔ محفل میلاد النبی ﷺ کا ثواب میت کو پہنچتے ہیں۔ یا نہیں۔

جواب۔ جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے اولیاء اللہ کی روح کو خدا نے مقید نہیں رکھا بلکہ وہ آزاد جہاں چاہیں آجا سکتی ہیں۔ اسی طرح ان کو جو کبھی کچھ نذرانہ پیش کیا جائے گا وہ ضرور ان کو ملے گا خواہ طعام کی صورت میں یا پارچات کی صورت میں ہو۔ یا قرآن کی تلاوت، نماز روزہ دعا تسبیح اور درود شریف کی کثرت ہر صورت خدا کے ولی کو اس کا ثواب ملتا ہے۔

سوال۔ ایک شخص اپنی زندگی میں اپنے لئے ایصال ثواب اس لئے کرتا ہے۔ اس کی قبر میں کام آئے۔ اپنا نتیجہ چہلم عرس وغیرہ یہ تمام تقریبات اپنی زندگی میں کر جاتا ہے کہ شاید اس کے مرنے کے بعد کسی کو توفیق ہو یا نہیں کیا یہ جائز ہے۔

جواب۔ جی ہاں یہ جائز بلکہ مستحب ہے ہر قسم کا ایصال ثواب اپنی حیات میں کر سکتا ہے مرنے کے بعد ہر نیکی و ثواب مل جاتا ہے۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کے اولین قائدین

ناظم اعلیٰ حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی

علم السیاست وہ کٹھن منزل ہے جس میں موجودہ دور کے اچھے اچھے ذی علم اس سے نابلد ہیں۔ اور یہ قدرت حق کی خاص نعمت ہے۔ جس کو بھی سیاست میں صحیح اندازِ فکر مرحمت فرمائے۔ حضرت مولانا نعیم الدین قدس سرہٗ اسی میدان سیاست کے نہ صرف شہسوار تھے۔ بلکہ عملی دنیا میں اس کو ثابت کرکے دکھایا۔ بڑی بڑی تیز و تند آندھیاں چلیں بڑے بڑے کوہ علم علماء اس آندھی سے محفوظ نہ رہے اور تنکوں کی طرح ادھر سے اُدھر پہلو بدلتے رہے آج جس کو سیاست دانی کا دعویٰ ہے وہ اپنی سابقہ زندگی کے ادوار کا آئینہ دیکھیں۔ کہ میدانِ سیاست میں کیسی کیسی قلابازیاں کھا چکے ہیں۔ اور آج بھی اُن کے جو نظریات ہیں وہ اقتدار کی آندھیوں سے ڈگمگا رہے ہیں۔ کل جس نظریہ پر کسی غرض خاص سے قائم تھے۔ بیک جنبش نظر اس کے برعکس ہیں۔ اور آج جس کے برعکس ہیں؟ ضروری نہیں کہ وہ مضبوط اور مستحکم نظریہ ہو۔ سیاست ایک بساطِ شطرنج ہے کہ اس کے مہرے اور پیادے جب تک صحیح رفتار پر نہ چلائیں اور مستحکم نظریات کا موازنہ نہ کھینچیں، مقصد میں کامیاب نہ ہوں گے ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے ؎

حریفاں بادہا خوردند و رفتند ؛ تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

آج دنیا میں نہ مبصرین سیاست ہیں نہ مفکرین حکومت۔ ہر ایک اپنی اپنی کرسی کا خواہشمند ہے۔ ان کی بلا سے قوم ڈوبے یا ترے۔ ملک رہے یا نہ رہے نظام بگڑے یا سنورے اللہ تعالیٰ ہمارے ان مہروں کی اصلاح فرمائے۔ جو آنکھ پر پٹی باندھے خود غرضی کے بہاؤ میں بہے چلے جا رہے ہیں۔

صدر امیر ملت پیر جماعت علی شاہ قدس سرہٗ

میرے مخدوم حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء کی ہستی ایک کوہ گراں تھی۔ کہ ان کی اوٹ میں ہزارہا کاہ رواں کوہ گراں بن گئے۔ جنہوں نے گاندھی جی کو ذکر کہا "مقتدر" مانا۔ جو کانگریس کی آندھیوں میں متحدہ تنظیم کی پُرخار وادیوں میں گمراہ ہو چکے تھے۔ ان کو حکمت عمل سے راہ راست پر لایا گیا۔ جو غیر ہو چکے تھے۔ انہیں اپنا بنایا جو دشمن بن گئے تھے۔ انہیں اپنا بنایا جو دشمن بن گئے تھے۔ اُنہیں اپنا کیا۔ آہ! آج وہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں۔ مگر اُن کے فیض روحانی سے ہم آج بھی مایوس نہیں۔

مختصر یہ کہ حضرت صدر الافاضل کی سیاست دانی اور کیا سیاست دینی۔ دونوں بے مثل تھیں۔ آپ نے ہر سیاسی مسئلہ کو کتاب و سنت کی روشنی میں جانچا اور پرکھا۔ دین سے خارج کسی نظریہ کو نہ اپنایا اور اسی اصول پر آخر عمر تک قائم رہے اور اہل سنت میں سے کوئی بھی آپ کے نظریہ کے خلاف نہ ہو سکا۔ عناد حسد، خود غرضی، خود غرضی سے جو مخالف ہوئے بھی تو وہاں بھی آخرکار حضرت کے نظریہ کی ہمنوائی کرنی پڑی پھر وہ دن آیا کہ اسٹیج پر مخالف موافقت میں تولے اور حضرت قدس سرہٗ کی تائید میں صدائیں بلند کیں۔ کسی تحریک کے ابتدائی حدود عمل بظاہر خلاف نظر آتے تھے اور بعید معلوم ہوتے تھے۔ کیا آپ نے مآل پر جو نظریہ قائم کیا ہے وہ کبھو صحیح ہو سکتا ہے۔ لیکن زمانے نے دیکھ لیا۔ کہ جو کہا اور جو بتایا وہ سچ کر دکھایا۔

ملک میں بڑی بڑی تحریکیں اُٹھیں اور آپ ہر اُس تحریک سے مجتنب رہے۔ جس کا انجام بے دینی اور قوم کی تباہی تھا۔ آخر دنیا نے دیکھ لیا۔ کہ اس رجلِ عظیم کے نظریات اٹل تھے۔ اور آج اُس کی مخالفت کرنے والے کفِ افسوس مل رہے ہیں۔ چنانچہ پہلی جنگ عظیم کے دوران میں خلافت کمیٹی کا دور دورہ تھا۔ بڑے بڑے فاضل اس کی ظاہری صورت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ لیکن آپ نے شروع سے یہ نتیجہ اخذ کیا تھا، کہ یہ تحریک ایک صورت فریب اور دھوکہ سے زیادہ نہیں ہے نتیجہ میں ہندو غالب آجائیں گے۔ اور یہ سب کچھ مسلمانوں کو دھوکہ دیا جا رہا ہے۔ زمانہ نے دیکھ لیا۔ کہ خلافت کمیٹی کا کام گاندھی پرستی اور کانگرس نوازی سے آگے نہ بڑھ سکا۔ ملک وملت کا بے شمار سرمایہ تو لیڈروں کی شکم پری کے کام آیا۔ یا ان کانگرس کے استحکام میں صرف ہوا۔ اس کے بعد پھر کانگرس کا دور دورہ ہوا۔ ملک میں وہ عنصر جو "جدید مکتب فکر" کا بانی مبانی تھا۔ جس نے گلے پھاڑ پھاڑ کر مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی کہا تھا۔ وہ ہی بالآخر مشرکوں کا بدلہ خوار ہوا۔ جبہ و دستار کو گاندھی و نہرو پر نچھاور کرنا فخر سمجھا۔ اور آج بھی اس جدید نظریہ کے مرکزی مقامات کے اکثر متعلقین ان کی حمایت کو فخر سمجھ رہے ہیں۔

حضرت قدس سرہٗ نے اس نکتہ کو سمجھا اور غیر مبہم الفاظ میں کانگرس میں شرکت اور اس کی تائید کو خلاف تعلیمات اسلام بنایا۔ مگر بخاری و دیوبند کا کھل کر کانگرس کے حامی ہو گئے۔

ہندوؤں نے جب یہ دیکھا۔ کہ ان کی گود میں ایسے لوگ آ گئے ہیں کہ ان کی حرص اور لالچ دے کر جو چاہے کرایا جا سکتا ہے۔ تو انہوں نے یہ چال چلی کہ اپنی مذہبی تبلیغ کو تیز کر کے مسلمانوں کو مرتد کیا جائے یا ان کا قتلِ عام کیا جائے۔

چنانچہ شدھی تحریک جو ۲۵۔۱۹۲۴ء میں چلی۔ اُس کا پس منظر یہی امر تھا۔ آپ نے اس فتنہ ارتداد کا پامردی سے مقابلہ کیا۔ جماعت رضائے مصطفٰے قائم کی گئی۔ اور اسی جماعت کے ذریعہ آپ اور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفٰے رضا خاں صاحب، مولانا سید غلام قطب الدین صاحب برہمچاری حضرت امیر ملت قبلہ عالی محدث علی پوری، تاج العلماء حضرت مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی قدس سرہٗ حضرت مولانا ابوالحسنات صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا نثار احمد صاحب کانپوری۔ حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی مبلغ اسلام رحمۃ اللہ علیہم اور دیگر اعاظم علماء اہلسنت کی معیت میں آگرہ، متھرا۔ بھرت پور۔ گوڑ گانواں۔ گوبند گڑھ۔ حوالی اجمیر بے پور اور کشن گڑھ وغیرہ تک مسلسل دورے کئے اور مبلغین بھیجے۔ چنانچہ موضع چھپیرہ میں مولانا سید غلام قطب الدین صاحب برہمچاری، مولانا قاضی احسان الحق صاحب نعیمی اور حضرت علامہ مولانا ابوالحسنات صاحب قادری، شردھانند کے مقابلہ میں عین رمضان شریف کی تاریخوں میں روزہ کے ساتھ پہنچے۔ اور فتنۂ ارتداد پر فتحیاب ہو کر وہاں ایک چھوٹا سا مدرسہ قائم کیا۔ جس میں ملکانہ ٹھاکروں کی تعلیم کا انتظام کیا گیا۔ حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ اس تبلیغی جدوجہد کے سلسلہ میں آگرہ ایک مدت مدید تک جلوہ افروز رہے۔ اور حضرت صدر الافاضل قدس سرہٗ نے اپنا ہیڈ کوارٹر آگرہ کو بنایا۔ آخر کار الحق لیعلو ولا یُعلیٰ کی جلوہ گری ہوئی اور شردھانند کا شر مٹا اور ہزار ہا مرتد داخل اسلام ہوئے۔ اور لاکھوں مسلمانوں کو آریوں کے چنگل سے بچایا۔ حضرت صدر الافاضل قدس سرہٗ کا یہ کارنامہ تفصیل کا محتاج ہے۔ یہاں صرف مختصراً بیان عرض کیا گیا ہے۔

اس کے بعد ہندوؤں نے ایک اور منصوبہ بنایا۔ گورو گوکل کی تحریک چلائی۔ جس کا مقصد یہ تھا، کہ ایسے گروکل، کالج، پاٹھ شالے، اسکول قائم کیے جائیں، جس میں نو عمروں کو داخل کر کے ان کو باقاعدہ ٹریننگ دی جائے۔ ان میں مسلمانوں کے خلاف غیظ و غضب اور نفرت و حقارت کا جذبہ ابھارا جائے۔ اس پر آپ نے یہ نظریہ قائم کیا، کہ گو بظاہر یہ تعلیم کا پرچار ہے۔ لیکن نتیجہ میں اب سے بیس پچیس سال بعد ایسے لوگ تیار ہو جائیں گے جو خون کی ہولی کھیلیں گے اور اس وقت اس فتنہ کا مقابلہ آسان نہ ہوگا۔ چنانچہ آپ نے ملک کے ہر ایک سنی عالم کو جھنجھوڑا اور ان کو ان خطرات سے آگاہ و باخبر کیا۔ اور فرمایا اگر تم اب بھی ہوش میں نہ آئے اور اپنی تنظیم نہ کی اور سلک میں منسلک نہ ہوئے تو پھر جو انجام ہونا ہے اس کے لیے تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے ملک کے تمام اعاظم اور اکابر اہلسنت علماء و مشائخ کو مراد آباد میں مدعو کیا۔ ملک کے کونے کونے سے کھنچ کر سب جمع ہوئے، چار روز غور و فکر کیا گیا۔ بالآخر آل انڈیا سنی کانفرنس کی داغ بیل ڈالی گئی جس کے ناظم اعلیٰ آپ اور صدر امیر ملت قبلۂ عالم پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری قدس سرہٗ باتفاق رائے منتخب ہوئے۔ پھر آپ نے ملک کے گوشہ گوشہ میں سنی کانفرنسیں قائم کیں، اور سنی مسلمانوں کو متحد کرنے کی جد و جہد شروع کر دی۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کا قرطاس رکنیت پر سنی کی تعریف

سنی وہ ہے جو ما انا علیہ و اصحابی کا مصداق ہو یہ وہ لوگ ہیں جو ائمہ دین، خلفاء راشدین مسلم مشائخ طریقت کو متاخرین علماء میں سے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت ملک العلماء مولانا بحرالعلوم فرنگی محلی حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی حضرت مولانا مفتی ارشاد حسین رامپوری۔ اور حضرت مولانا مفتی شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمہم المولیٰ تعالیٰ کے مسلک پر ہو۔

مسٹر جناح کی کانگریس سے علیحدگی

۱۹۲۸ء میں کانگریس کی ایک میٹنگ لکھنؤ میں ہوئی جس میں مسٹر محمد علی جناح بھی مسلم لیگ کی طرف سے شریک ہوئے اس وقت کسی بات پر نہرو نے کہا ہمیں مسلمانوں کی برابری کی ضرورت نہیں۔ ان کو ہم اپنے ماتحت رکھیں گے۔ چونکہ نہرو کو بھروسہ تھا۔ کہ ان کے ساتھ ایسے لوگ ہیں جن کو تھوڑا سا ٹکڑا ڈال کر سب کچھ کرایا جا سکتا ہے۔ اور ان کے جبہ و دستار کو خریدا جا سکتا ہے وہ بھلا محمد علی جناح کی کیا پرواہ کرتے۔ مگر محمد علی جناح یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے کہ:

"ہم باعزت مساویانہ شرکت کر سکتے ہیں
ذلیل و ماتحت ہو کر نہیں رہ سکتے۔"

جب آل انڈیا سنی کانفرنس اپنی تاریخ بنا رہی تھی

۱۹۴۰ء میں لاہور میں مسلم لیگ کا اجلاس ہوا جس میں قائد اعظم محمد علی جناح اور دیگر زعمائے مسلم لیگ نے مسلم اکثریت کے صوبوں کی علیحدہ مرکزی حکومت کی قرارداد پاس کی تو اب وہ مسلمان جن کو علماء اہل سنت نے کانگریس اور اس کے بدنام خوار نیشنلسٹ کے پنجہ سے محفوظ رکھا تھا، مسلم لیگ کا ہاتھ مضبوط کرنے میں مصروف ہو گئے۔

تحریک پاکستان اور تنظیم سنی کانفرنس کے سلسلہ میں چند خطوط۔

پہلا خط بنام حضرت مولانا محترم اکرمکم اللہ اکرم السلام علیکم

و رحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حج و زیارت کی نعمتیں مبارک۔ تشریف آوری کی اطلاع کا منتظر ہی رہا۔ وقت پر خبر نہ ہو سکی اب بھی دل آپ کے دیدار کا متقاضی ہے سردی زیادہ ہے۔ تنفس کا مرض ہے۔ جس وقت بھی افاقہ ہوا اور موقع ملا۔ آپ کے دید و برکات سے لطف اندوز ہونے کا قصد رکھتا ہوں۔ ملک بھر میں سنی کانفرنسیں قائم ہو گئیں اور ہو رہی ہیں۔ پنجاب سنی کانفرنس آپ کے ورود مسعود کے لئے چشم براہ تھی۔ دنیا میں تمام جماعتیں بیدار ہیں۔ کیا سنیوں ہی کی قسمت میں خواب غفلت ہے۔ امید یہ تھی۔ کہ آپ حضرات کے اثر و اقتدار سے پنجاب کی سنی کانفرنس تمام صوبوں پر فائق ہو گی مگر ابھی تک جمود ہی نظر آ رہا ہے۔

براہ کرم چشم عنایت کو کام فرمائیے اور دستور (۱) وقت اس دینی اہم خدمت کی نذر کیجیے۔

مولانا ابوالبرکات مولوی سید احمد صاحب سے سلام مسنون کے بعد یہی مضمون عرض کر دیجیے والسلام

سید محمد نعیم الدین عفی عنہ

دوسرا خط بہ عزیز محترم سلمہ۔ دعوات صالحہ و سلام مسنون کے بعد مکشوف ہو۔ آپ کا خط مسرت نمط ملا۔ ماشاء اللہ آپ کا جذبہ معلوم ہو کر نہایت خوشی ہوئی آپ نے جمہوریت پنجاب قائم فرمائی۔ جزاکم المولیٰ تعالیٰ آپ نے جو خط چھپایا ہے اس دو سو چار سو جس قدر کاپیاں آپ عنایت کر سکیں فوراً بھیج دیجیے۔ علیان صاحب اجمیر شریف کی تشریف آوری کا اندراج سہواً ہو گیا۔ اس کی اصلاح درکار ہے استفسارات کے جواب ذیل میں ملاحظہ کیجیے۔

(۱) آل انڈیا سنی کانفرنس کا نام "جمہوریت اسلامیہ" مرکزیہ ہے۔ یہ دو ایوانوں پر مشتمل ہو گی۔ ایک ایوان عام۔ ایک ایوان علماء۔ ایوان علماء کا نام "جمہوریت عالیہ" ہے۔ آپ دستور اساسی طبع کرانے کے مجاز ہیں۔ اگر چھپوائیں تو ۲ ہزار کاپیاں کے لئے بھی چھپوا لیں۔ مصارف ادا کر دیئے جائیں گے۔

(۲) دستور پر نظر ثانی کر کے بعد اصلاح ارسال کیا جاتا ہے

۳۔ روداد ابھی طبع نہیں ہوئی۔ مرتب کی جا رہی ہے۔

۴۔ خطبہ استقبالیہ طبع ہو رہا ہے۔ صوبائی جمعیتیں اس کی جس قدر کاپیاں چاہیں گی مناسب قیمت پر دی جائیں گی۔

۵۔ پاکستان کی تجویز سے "جمہوریت اسلامیہ" کو کسی طرح دست بردار ہونا منظور نہیں۔ خود جناح اس کے حامی رہیں یا نہ رہیں وزارتی مشن کی تجویز سے ہمارا مدعا حاصل نہیں ہوتا۔

۶۔ روزانہ اخبار کی ضرورت ہے۔ ابھی اس کے لئے کوئی باہمت تیار نہیں ہوا۔

عزیزی مولانا سید احمد صاحب سلمہ سے سلام مسنون فرمائیں والسلام۔ سید محمد نعیم الدین عفی عنہ

تیسرا خط بہ عزیز القدر سلمہ و علیکم السلام و رحمۃ و برکاتہ۔ آپ کا گرامی نامہ ملا۔ پاکستان کو شرعی پابندیوں کے ساتھ وجود میں لانا کسی طرح قابل اعتراض نہیں ہو سکتا۔

صوبائی سنی کانفرنس جلد قائم ہونی چاہیے۔ تاکہ اس کے ماتحت اضلاع کی اور ان کے ماتحت منفصلات کی جمعیتیں قائم ہو سکیں۔ اور اس نظام کے بعد آل انڈیا سنی کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے مؤثر مساعی عمل لائی جا سکیں۔

الیکشن کے موقع پر کانگریس کے حق میں رائے دینے سے مسلمانوں کو روکنا بالکل بجا ہے اور اس میں کچھ بھی تامل نہیں مگر اس سے آگے قدم بڑھانے کی اجازت

ہیں آپ کو نہیں دیتا۔ اور آگے بڑھنے میں ہمارے اپنے مفاد خلل پذیر ہوتے ہیں۔ جوش میں اپنے آپ کو قابو میں رکھنا مردانگی ہے۔

مولوی ... صاحب کے گھر کو مولیٰ جنت نعمت عطا فرمائے میں اس کے لئے دعا کرتا ہوں۔ براہ کرم مجھے اس کی صحت سے مطلع فرمائیے۔ مولوی صاحب کا یہ فرمانا کہ لیگ کانگریس سے بدتر ہے، غلط بھی ہے اور بہت خطرناک بھی۔ اگر یہ کلمے کانگریسیوں کے کان میں پہنچ جائیں تو وہ مسلمانوں کو آزار پہنچانے کیا ان سے مدد حاصل کر سکتے ہیں۔ دعا کرتا ہوں کہ حضرت کریم برحق، مولوی صاحب موصوف کی ذہنیت درست فرمادے۔ نہ وہ کسی کی سنتے ہیں نہ کسی سے دریافت کرتے ہیں۔ اپنی رائے کو [illegible] جانے کیا سمجھتے ہیں۔ مولیٰ سبحانہ حق کی ہدایت فرمائے ہمیں بھی اور انہیں بھی اور سب مسلمانان ہند کو [illegible] والسلام۔

دستخط سید محمد نعیم الدین عفی عنہ

چوتھا خط۔ [illegible] افسردہ سلام مسنون فوری طور پر ایک اطلاع دیدی گئی تھی جس میں بھی رہا کا علاج مقصود تھا۔ اس کا مکمل تجویز طلب شدہ آپ کے پاس خطبہ صدارت کے ساتھ بھیج رہا ہوں۔ آپ کے خیال میں جو راہ اختیار کی وہ اسی ماحول پر نظر کرتے ہوئے کچھ بعید نہیں ہے جس میں اب تک آپ ہیں اور آپ جیسی بھی ہو اس کا اظہار میرے نزدیک پسندیدہ ہے سنی کانفرنس کے شرکاء کی تعداد [illegible] کروڑ سے تو ضرور متجاوز ہوگی ہے۔ کیا آپ کی وسعت میں مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد میں کوئی بھی عقل و دماغ والا نہیں ہے۔ اس کے علاوہ [illegible] میں انگریزی کا حال [illegible] ہیں

وکلاء بھی ہیں۔ اگر سب طبقے ناکارہ ہیں صرف جناح ہی آدمی لینے قابل ہیں جو سیاست کی گاڑی چلا سکیں تب تو مسلمانوں کو صبر کر کے بیٹھ جانا چاہیئے۔ میرے نزدیک تو اللہ کے فضل سے مسلمانوں میں بہت سے سمجھدار لوگ ہیں۔ جو اس کام کو خوبی سے کر سکتے ہیں اور ان میں سے خود آپ بھی ہیں۔ اس وقت جو کونسلیں حکمرانی کر رہی ہیں ان کے ارکان پر نظر ڈالیے، کیسے کیسے بے علم ہیں۔ اور آپ کے علاوہ میں بھی اللہ کے فضل سے ہر قابلیت کے لوگ موجود ہیں یہاں تو مدعا یہ اور تھا بہر حال آپ یہ غور کر لیجئے جو مضمون خط میں لکھا ہے اگر آپ کی رائے میں مناسب ہو تو تار کے ذریعہ سے بھیج دیجئے۔ اور آپ کی ملاقات [illegible] فائدہ بخش اور ضروری ہے اور اس کی بہتر تدبیر یہ ہے کہ ۲، ۳-۴ شعبان ۶۵ھ کو جامعہ نعیمیہ کے سالانہ جلسے ہیں۔ اور اس کے ساتھ سنی کانفرنس کے اجلاس بھی ہیں۔ حضرت محدث صاحب بھی تشریف فرما ہوں گے اور [illegible] بھی ہوں گے۔ آپ دونوں بھائی بھی تشریف لائیں تو بہت اچھا موقع گفتگو کا ملے گا۔ سفر خرچ تشریف آوری پر حاضر کیا جائے گا۔

آپ کے استفسارات کے جوابات اور آپ کے جوانمردانہ عمل پر مسرت کا اظہار میں آپ کا پہلا خط پاکر لکھ چکا ہوں۔ تعجب ہے کہ آپ کو موصول نہیں ہوا۔

دستور اساسی چھاپنے کی قطعی اجازت ہے خطبہ صدارت آپ ملاحظہ فرمائیں اس میں سے کچھ کم نہیں کیا گیا ہے والسلام

دستخط سید محمد نعیم الدین عفی عنہ

بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس

۱۹۴۶ء میں ۲۷-۲۸-۲۹-۳۰ اپریل کو بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے چار روزہ اجلاس منعقد

ہوئے۔ جس میں غیر منقسم ملک سے تقریباً پانچ ہزار علماء و مشائخ نے شرکت فرمائی۔ اور عام اجلاس میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ حاضرین کا اجتماع ہوتا تھا۔ ملک کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا۔ جہاں کے علماء و مشائخ سمٹ کر وہاں نہ آگئے ہوں۔ ان اجلاس میں مسلمانوں کو پاکستان کے قیام کے مقصد و غایت سے روشناس کرایا گیا۔ بنارس کا خطبۂ استقبالیہ جو کہ حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عظیم شاہکار ہے جسے ندائے وقت سے ادارہ نعیمیہ رضویہ لاہور کے زیر اہتمام دوبارہ یہاں شائع کرایا ہے پڑھا گیا۔ پانچ ہزار علماء و مشائخ سنیہ کے اجتماع میں منظور شدہ قرارداد دہلی کو اجتماع عام میں سنایا جاتا رہا۔ تمام اہل بصیرت کا اس پر اتفاق ہے کہ علماء و مشائخ کا اتنا عظیم اجتماع پاک و ہند میں کبھی چشم فلک نے نہ دیکھا تھا۔

حضرت قائد اعظم مرحوم کو اس اجلاس میں شرکت کے لئے دہلی سے آنا تھا۔ اراکین مشن کرپس وغیرہ کو بھی مدعو کیا تھا۔ لیکن عین آخیر وقت پر ملک میں گوناگوں مصروفیت کے باعث عدم شرکت کی معذوری کا تار بھیج دیا۔

اس عظیم الشان فقید المثال اجلاس میں حسب ذیل قرارداد بالاتفاق منظور کی گئی۔

قرارداد برائے تحریک پاکستان

۱۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پرزور حمایت کرتا ہے۔ اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہل سنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں۔ جو قرآن کریم اور حدیث نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔

۲۔ یہ اجلاس تجویز کرتا ہے۔ کہ اسلامی حکومت کے لئے مکمل لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے حسب ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے:۔

حضرت مولانا شاہ سید ابوالمحامد سید محمد صاحب محدث اعظم ہند کچھوچھوی۔ حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب۔ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مولوی شاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب۔ حضرت صدر الشریعہ مولانا مولوی محمد امجد علی صاحب۔ حضرت مبلغ اعظم مولانا مولوی عبد العلیم صاحب صدیقی میرٹھی۔ حضرت مولانا مولوی سید شاہ دیوان آل رسول علی خان صاحب سجادہ نشین اجمیر شریف۔ حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب لاہور۔ حضرت مولانا شاہ قمر الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف۔ حضرت پیر سید شاہ عبد الرحمٰن صاحب بھرچونڈی شریف (سندھ)۔ حضرت مولانا شاہ سید زین الحسنات صاحب مانکی شریف۔ خان بہادر حاجی بخش مصطفےٰ علی صاحب (مدراس)۔ حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب لاہور۔

۳۔ یہ اجلاس کمیٹی کو اختیار دیتا ہے کہ مزید نمائندوں کا حسب ضرورت و مصلحت اضافہ کرے یہ لازم ہوگا کہ اضافہ میں تمام صوبجات کے نمائندے لئے جائیں۔

کانگریسی علماء کا کردار

تعمیر پاکستان کے دوران میں گاندھی کے اشارہ پر ان بڑے بڑے جبہ و دستار والے وہابی دیوبندی مکتب فکر کے علماء نے ایک انوکھا اور اچھوتا نعرہ بلند کیا کہ ہندو مسلم دو قومیں نہیں ہیں۔ سب ایک بھارت کے پوت ہیں۔ اسے وحدت سے سمجھتے ہیں دونوں

کا وطن عبارت ہے۔ لہٰذا مسلم ملت کے وجود کو علیحدہ ثابت کر کے ملک کی تقسیم کرانا صحیح نہیں۔"

ڈاکٹر اقبال نے بستر مرگ پر ایک قطعہ میں کیا خوب ان کی قلعی کھولی ہے۔ فرماتے ہیں ؎

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ — ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی ست
سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است — چہ بے خبر ز مقام محمد عربی ست
بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست — اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی ست

بالآخر سنی علماء کی مساعی و ہمدردی، اور مسلم لیگ کے لیڈروں کی پامردی سے اسلام کے نام پر ملک تقسیم ہوا۔

حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہٗ

فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر آنا علماء کی شان کے لائق نہ سمجھا۔ لیکن علماء نے مسلم لیگ کے حریفوں کا سرگرمی کے ساتھ مقابلہ کیا اور یہ مسلم لیگ پر کوئی احسان نہیں بلکہ ہمارا نقطۂ نظر شروع سے ہی اسلامی تعلیمات کے ماتحت تھا اس جماعت نے ہر دور میں کبھی غیر مسلموں پر اعتماد و بھروسہ نہیں کیا۔ اب جو ایک قدم مسلم لیگ نے قرآن و سنت اور اس کے اسلامی احکام کی تنفید و ترویج کا اٹھایا۔ تو علماء نے اسلام کی سربلندی کے لیے مسلم لیگ کے حریفوں کا مقابلہ کیا۔ اور ان تمام بدلہ خواہوں کو جنہوں نے پہلے سلطنت مغلیہ کے دور میں انگریزوں کی ہمنوائی میں بڑی بڑی رشوتیں لیں۔ جن کے عوض میں "شمس العلماء" "خان بہادر" وغیرہ خطاب پائے، جاگیریں لیں، اور وہی سب ہندوؤں کے ٹکڑوں پر بک کر مسلمانوں کی پشت پر خنجر مارنے کا کام سرانجام دے رہے ہیں۔ بے پردہ فاش کیا۔ لیکن ان سب ہنگامہ دست و خیز میں مسلم لیگ نے جہاں ملک کی تقسیم کا فرض بخوبی سرانجام دیا۔ وہاں چند فاش غلطیاں بھی کیں جس کی بنا پر بقول

مولانا حسرت موہانی مرحوم "نگار، پاکستان نمبر"

۱۔ پہلی یہ غلطی یہ کہ دو صوبوں کے بُعد المشرقین کے انفصال کے لئے بڑی درستگی، راستہ دینے نصب العین میں شامل نہیں کیا جب حضرت قدس سرہٗ اور سنی علماء کی طرف سے شدت کے ساتھ مطالبہ ہوا۔ تو آخر وقت میں مسٹر جناح نے مطالبہ میں شامل کیا۔ مگر وہ بے وقت تھا۔

۲۔ دوسری غلطی یہ کہ مسلم اکثریت کے دو منظم صوبوں کی اندرونی تقسیم گوارا کر لی۔ جس کی بنا پر ۱۹۴۷ء کے ہوشربا، قیامت خیز، قتل و غارت، عصمت دری اور بے پناہ تبادلۂ آبادی کی نوبت آئی۔ جس سے پاکستان نہایت درجہ کمزور ہو گیا۔ اور اسی کی بدولت کشمیر کا مسئلہ پیش آیا۔

۳۔ تیسری سب سے بڑی اور اہم غلطی یہ کہ آنکھ بند کر کے ریڈکلف پر اعتماد کیا۔ اور یہ نہ سوچا کہ تاریخ میں کبھی انگریز مسلمانوں کا بہی خواہ نہیں رہا۔ تو اب کیسے رہے گا۔ وہ اصول و انصاف کو مدنظر رکھ کر خط تقسیم کیسے صحیح کھینچے گا؟ اور اس میں کوئی چور دروازہ نہیں چھوڑے گا۔ جس سے کشمیر مسلمان چھین سکے نہ بیٹھ سکیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گورداسپور جیسی مسلم اکثریت کی بستی ہی نہیں بلکہ مالیر کوٹلہ وغیرہ بھی انڈیا کو دے دیا۔ لطف یہ کہ ہندو نوازی میں بعض علاقوں میں سے کو بھی جن میں غیر مسلم تھے کاٹ کر انڈیا سے ملا دیا۔ جونا گڑھ، مانا دور وغیرہ کے ساتھ بھی انصاف نہ کیا۔ ہندوؤں کے سپرد کی وہ سراسر انصاف کا خون ہے جس نے کشمیر کو ہم سے دور کیا۔ حالانکہ عقلی و نقلی دلائل کی بنا پر کشمیر بحال ہمارا ہے۔

۴۔ چوتھی غلطی کہ مسلم لیگ نے قائد اعظم کو مملکت کا پہلا گورنر جنرل بنایا۔ حالانکہ بہتر یہ تھا کہ قائد اعظم کو کسی قانونی شکنجہ میں جکڑنے کی بجائے انہیں صرف ملت کا

مختار علیہ الرحمان کو لیڈر کی حیثیت سے رکھا جاتا چنانچہ
اسی کا نتیجہ ہے کہ لیڈر شپ حکومت کی پابندی و
غلامی بن کے رہ گئی۔ اور ماکسے عوام اور حکومت
میں کافی کشیدگی اور بعد المشرقین ہو گیا۔ عوام بہت
جلد ایسی حکومت سے بیزار ہو گئے۔ جو لیڈری سے
سربراہی پر پہنچے۔ یہ وہ حقائق ہیں جن سے تاریخ
کبھی انکار نہیں کر سکتی۔

قیام پاکستان کے بعد

حضرت صدر الافاضل قدس سرہ کا پاکستان میں ورود

۱۹۴۸ء میں حضرت صدر الافاضل قدس سرہ
بمعیت حضرت محدث اعظم ہند ابو المحامد سید محمد صاحب
کچھوچھوی صدر آل انڈیا سنی کانفرنس، حضرت تاج
العلماء مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی نائب ناظم اعلیٰ
آل انڈیا سنی کانفرنس اور یہ فقیر نعیمی غلام معین الدین
مفسر آل انڈیا سنی کانفرنس قیام پاکستان کے بعد
سنی کانفرنس کی قرارداد کے بموجب دہلی سے بذریعہ
ہوائی جہاز مارچ کے مہینے لاہور مغربی پاکستان تشریف
لائے۔ یہاں اسلامی دستور پاکستان کے سلسلہ
میں علماء و زعماء سے تبادلہ خیالات کی۔ اس کے بعد
کراچی تشریف لے گئے۔ وہاں مقامی علماء و زعماء سے
اسی سلسلہ میں گفتگوئیں فرمائیں اور مرکزی وزراء سے
مقامی علماء سے اسلامی دستور کے سلسلہ میں متعدد
ملاقاتیں کیں۔ بالآخر یہ طے پایا کہ پاکستان کے
لئے اسلامی دستور کا خاکہ اسلامی اصول و ضوابط
کے تحت حضرت صدر الافاضل قدس سرہ مرتب
فرمائیں۔ ہم اس کو پاکستان کی آئین اسمبلی سے منظور
کرائیں گے۔

چنانچہ حضرت صدر الافاضل قدس سرہ نے اس کا
وعدہ فرمایا کہ میں مراد آباد واپس جا کر پاکستان کے
لئے اسلامی دستور مرتب کر کے بھیج دوں گا۔ مگر مشیت
ایزدی کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ حضرت صدر الافاضل
قدس سرہ کراچی کے دوران قیام میں ہی سخت علیل ہو
گئے تھے۔ اپنا قیام مختصر کر کے لاہور واپس تشریف
لائے تقریباً ایک ہفتہ مدرسہ حزب الاحناف دہلی
دروازہ صاحب فراش رہے۔ جب حالت زیادہ
خراب ہو گئی۔ اور رو بصحت کی صورت نظر نہ
آئی تو آپ نے مراد آباد واپسی کا ارادہ فرمایا اتفاق
سے ایک اسپیشل ہوائی جہاز دہلی جا رہا تھا۔ اس میں
نشستیں ریزرو کرائی گئیں۔ جب مراد آباد روانگی کا
وقت آیا تو علماء و زعماء کا ایک جم غفیر والٹن ہوائی اڈہ
پر رخصت کرنے آیا۔ حضرت قدس سرہٗ کی حالت کو
دیکھ کر تمام لوگ چشم پرنم اور ہر ایک یہ خیال کرتا
تھا کہ اب یہ نورانی صورت ہمیشہ کے لئے
ہم سے رخصت ہو رہی ہے۔

غرضیکہ حضرت صدر الافاضل قدس سرہ مراد آباد
پہنچے۔ یہ جملہ حالات سن کے باوجود پاکستان کے علماء
و زعماء سے کئے گئے وعدے "اسلامی دستور" کی تدوین
و ترتیب کے وعدے کے ایفاء کا عزم صمیم فرمایا۔ مختلف
ممالک اسلامیہ اور ترکی کی خلافت عثمانیہ کے دساتیر
و قوانین کی کتب جمع فرمائیں۔

پاکستان کیلئے دستور اسلامی

پاکستان کے لئے "اسلامی دستور" کے خاکہ کے
لئے ذیل کے چند دفعات رقم فرمائے جو کہ حضرت صدر
الافاضل قدس سرہ کے اپنے دست مبارک کے تحریر
کردہ ہیں۔ اور اصل تحریر میرے پاس محفوظ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ ومن اتبعہٗ ووالاہ۔

پاکستان

تعریف:۔ آل انڈیا سُنّی کانفرنس کی تصریحات کے مطابق پاکستان سے وہ آزاد اسلامی حکومت مراد ہے۔ جو ہندوستان کے اندر شریعت طاہرہ کے مطابق فقہی اصول پر قائم کی جائے گی۔

۱۔ اس حکومت کا فرمانروا، ایک سُنّی امیر ہوگا۔

۲۔ اس امیر کو مسلمانانِ اہل سنت کی اکثریت منتخب کرے گی۔

۳۔ وہ امیر، دیندار اور مدبر اہل اسلام کی ایک جماعت کو شوریٰ کے لئے منتخب کرے گا۔

۴۔ جماعت شوریٰ۔ امیر کے ماتحت ہوگی۔

۵۔ جماعت شوریٰ کی تجاویز امیر کی منظوری کے بعد مکمل سمجھی جائیں گی۔

۶۔ امیر، جماعت شوریٰ کے مشورہ سے ایک وزیر اعظم کا انتخاب کریگا۔

۷۔ یہ وزیر جملہ امور داخلہ و خارجہ کے نظم و نگرانی کا کفیل ہوگا۔

۸۔ وزیر اعظم محکمہ جات سلطنت کے لئے جدا جدا وزیر نامزد کرکے امیر سے منظوری حاصل کرے گا۔

۹۔ امیر کی منظوری کے بعد یہ وزراء اپنے اپنے محکمہ کا کام ہاتھ میں لیں گے۔ اور حسب ضرورت عہدہ دار اور محکمے مقرر کریں گے۔

۱۰۔ محصولات، شرع کے مطابق فقہ کی رہنمائی سے مقرر کئے جائیں گے۔

۱۱۔ غیر مسلم رعایا کو معاہدہ بنایا جائے گا۔ اور انہیں امن دی جائے گی۔ اور ان کے جان و مال کی حفاظت حکومت کے ذمہ ہوگی۔"

حضرت صدر الافاضل قدس سرہٗ پاکستان کے لئے "اسلامی دستور" کے سلسلہ میں مذکورہ گیارہ دفعات ہی لکھنے پائے تھے۔ کہ علالت نے غلبہ کیا یہاں تک کہ ماہ اکتوبر ۱۹۴۸ء میں اس جہانِ فانی سے عالم بقا کی جانب رحلت فرما گئے۔ اور یہ دستوری خاکہ مرتب نہ فرما سکے۔

کاش کہ حضرت قدس سرہٗ اپنی حیات مبارکہ میں پاکستان کے لئے ایک اسلامی دستوری خاکہ مرتب فرما کر عنایت کر سکتے۔ تو تاریخ اسلام میں ایک عظیم دستاویز کا اضافہ ہوتا۔ اور اسلام پسند حلقوں کے لئے ایک اہم اور بلاشک و ریب خالص اسلامی ضابطہ و قوانین ہاتھ آجاتا، لیکن مشیت ایزدی میں کسے کو یارا ہے۔

سُنّی کانفرنس اور جمعیۃ العلماء پاکستان

ملک کی تقسیم ہو جانے کے بعد دونوں ملکوں کی حکومتوں میں باہمی بے اعتمادی کا ہونا چونکہ فطری امر تھا۔ اگر سُنّی کانفرنس کی تنظیم کو دونوں ملکوں میں اپنے اپنے حال پر قائم رکھا جاتا۔ تو تنظیم کے لئے گوناگوں مشکلات تھے۔ اور یقیناً دونوں ملک تشویش کی نظر سے دیکھتے اس لئے پاکستان میں مورخہ ۱۹۴۸ء کو مدرسہ انوار العلوم ملتان میں علماء اہل سنت کا ایک اجتماع منعقد ہوا اور اس کا نام بدل کر "جمعیۃ العلماء پاکستان" رکھ دیا گیا اور علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب سابق صدر پنجاب سُنّی کانفرنس کو مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان کا صدر مرکزی منتخب کیا گیا۔ اور حضرت علامہ مولانا سید احمد سعید صاحب کاظمی کو ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان نامزد کیا گیا۔ اس طرح پاکستان میں "سُنّی کانفرنس" کی تنظیم "جمعیۃ العلماء پاکستان" کے نام سے موسوم ہوگئی۔

نظامِ مصطفےٰ کے معاندین دو قومی نظریہ کے مخالفین کو سینے سے کبھی ہرگز نہیں لگایا جا سکتا

سنی کانفرنس مراد آباد میں دیا ہوا

خطبۂ صدارت

از برکات امیر ملت محدث علی پوری علیہ الرحمتہ

حضرات علمائے کرام و صوفیائے عظام! فقیر ایک ادنیٰ خادم صوفیائے کرام ہے۔ اپنی تمام عمر صوفیائے کرام اور اولیائے عظام کی خدمت کرنے میں فقیر نے صرف کر دی۔ اور اس خدمت کو اپنے لئے باعث فخر سمجھا اور جو کام کیا خالصاً لوجہ اللہ کرتا رہا مخلوق خدا کی خدمت ان کو خدا کی مخلوق سمجھ کر محض خداوند عالم کی خوشنودی کے لئے کی کیونکہ

طریقت بجز خدمت خلق نیست - بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

اراکین آل انڈیا سنی کانفرنس کا بھی فقیر تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے۔ کہ انہوں نے اس فقیر کو اس منصب جلیلہ کے لئے منتخب فرمایا۔ کیونکہ حکم مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ آپ صاحبان نے جو اس فقیر کی عزت افزائی کی اور جو اہم خدمت اس فقیر کے سپرد کی اس عزت افزائی کے لئے فقیر آپ سب صاحبان کا تہ دل سے مشکور اور مرہون منت ہے۔ ہے مشغول کرکے مشرک اور کافر بنانے کے لئے سرتاپا کوشش کر رہے ہیں۔

اصل تو ہر جگہ مسلمان ہندوؤں کے ہاتھوں پٹتے اور مقتول ہوتے ہیں۔ لیکن اگر کسی جگہ ہندو ظالم ہوتے ہوئے بھی مظلوم بن جاتے ہیں۔ اور تمام لیڈران قوم ان سے مصالحت و مفاہمت کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ تو بھی وہ مسلمانوں کو بغیر پھانسی چڑھائے نہیں چھوڑتے اور مسلمانوں کی سادہ دلی دیکھئے کہ کنکھل وغیرہ میں اہل ہنود نے جو مظالم بے کس اور مجبور مسلمانوں پر کئے حد یہ کہ بچوں کو زندہ جلا دیا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے خود مسلمانوں کو اپنی آنکھوں سے اس حالت میں دیکھا اس پر چند اہل ہنود کو سزا ہوئی تو مسلمان لیڈر سارے مسلمانوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ جلسے کرکے گورنمنٹ کو تار دیئے جائیں کہ وہ ہندوؤں کو رہا کر دے۔ سبحان اللہ۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اس میں کوئی کلام نہیں کہ جو برداشت ہمارے مذہب میں ہے کسی اور مذہب میں نہیں ہے۔ مگر یہ یاد رہے کہ ہم کسی حالت میں بھی اپنے مذہب میں رخنہ اندازی برداشت نہیں کریں گے۔ ہم کسی شعائر اسلام کو ترک کرنے کے لئے کسی حال میں بھی تیار نہیں ہوں گے۔ وہ اتفاق وہ صلح جس سے ہمارا ایمان اور اسلام اور اعتقاد جاتا ہے ہم کسی طرح بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

افسوس! کہ مومن بھولا بھالا مومن ان عیاریوں اور چالاکیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ تاریخ حال اصحاب پر روشن ہے کہ برصغیر میں اشاعت اسلام کن پاک نفوس کی بدولت ہوئی۔ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حضرت خواجہ مخدوم علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ آپ سے پیشتر ان کے پیر بھائی حضرت سید حسین زنجانی لاہور میں رونق افروز تھے۔ ان کا بھی اہل ہنود نے سخت مقابلہ کیا ان کو تکلیفیں پہنچانے کی بہت کوششیں کی گئیں۔ مگر حضرت داتا صاحب کے باطن میں نور نبوت سے نور ولایت موجود تھا۔

اس نور کے سامنے کوئی استبداد راج کہاں کامیاب ہوسکتا تھا۔ خدائی نور نے تمام دنیاوی ساحرانہ چراغوں کو بجھا دیا اور حق باطل پر غالب آگیا ازاں بعد حضرت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ تشریف لائے اور پرتھی راج سے مقابلہ ہوا۔ حضور کے الفاظ مبارک کی خدا وند عالم نے ایسی قدر کی جو آپ نے فرمایا تھا۔ وہی ہوا آپ نے پرتھی راج کو کہا کہ "ما ترا زندہ بہ مسلمانان سپردیم" خدا کی شان اسی سال تراوڑی کے مقام پر پرتھی راج زندہ قید ہوکر مسلمانوں کے ہاتھ آیا اور قتل ہوا۔

خدا کے پاک اور مقبول بندے اہل اسلام میں اب بھی موجود ہیں اور وہ قسم کھا کر کسی کام کے لئے کہہ دیں گے تو انشاء اللہ العزیز خداوند کریم ویسا ہی کر دکھائے گا۔

خاکساران جہاں را بحقارت منگر۔ تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

تمام اسلامی فرقوں کا اتفاق چاہنے والو!

قومی اتحاد:- گر کنم نالہ اگر تاب شنیدن داری سینہ بشگافم اگر طاقت دیدن داری

برادران ملت۔ آج کل تمام ہند و پاکستان میں ہر طرف ہر سمت ہر گوشے سے اتفاق باہمی اتحاد کی آواز آتی ہے ہم میں سے کوئی بھی اتفاق و اتحاد کے خلاف نہیں ہے۔ اسلام تو تمام انسانوں کو اتفاق و اتحاد کی دعوت دیتا ہوا کسی کی دل آزاری روا نہیں رکھتا۔ تواریخ عالم شاہد ہیں۔ کہ مسلمان بادشاہوں نے کس دریا دلی اور عالی حوصلگی سے مخالفین و معاندین اسلام کے ساتھ سلوک کیا کسی عالی ہمتی سے ان کو مراعات دیں۔ کیوں نہ کرتے غیر مذہب والوں کو مجبور کر کے ان کو اسلام میں لانے کا حکم نہ تھا۔ لا اکراہ فی الدین۔ ترجمہ: کوئی زبردستی نہیں دین میں۔

اب ان مدعیان و حامیان اسلام کا حال سنئے۔

جو در اصل تو خود ارکان اسلام اور سنت رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے خلاف عمل کر رہے ہیں۔ اور راہ راست سے منحرف ہوگئے ہیں۔ اور ان کو جادہ مستقیم اور دین قیم اور سنت مصطفوی پہ قائم ہیں۔ ان کو اپنے ساتھ ملانا چاہتے ہیں۔ افسوس! ایسا شور برپا کرنے والوں کا علم ہونا چاہیے۔ کہ وہ یقیناً خود ہی ارکان اسلام سے نا واقف اور نا آشنا ہیں۔ تو وہ خود صحیح معنوں میں غلام سرکار مدینہ ہیں۔ اور نہ وہ لوگ بھی غلامان حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جن کے لئے یہ لوگ شور برپا کر رہے ہیں۔ یہ سب [illegible] کی صفت سے بالکل مبرا ہیں۔

افسوس! وہ ہم کو اتفاق کے لئے مجبور کرتے ہیں۔ اور ہم پر نا اتفاقی کا الزام لگاتے ہیں۔ جو بالکل خلاف واقعہ ہے۔ ہم اہل سنت والجماعت کی آبادی تمام ممالک اسلامی میں زائد از چالیس کروڑ ہوگی اور ہندوستان میں قریب سات کروڑ کے مسلمان ہوں گے۔ جن میں بمشکل چند لاکھ دوسرے فرقوں کے ہوں گے۔ باقی زائد از ساڑھے چھ کروڑ اہل سنت والجماعت ہیں جو بالضرور اتفاق و اتحاد پر قائم ہیں۔

لہٰذا نہایت تعجب کی بات ہے۔ کہ جو لوگ حضور سرور کائنات فخر موجودات روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ کلمات کہیں۔ اور بزرگان دین کو گالیاں دیں۔ ہم ان کی باتیں کوئی بھی سنیں۔ اور پھر ان سے دوستی محبت و اخوت کا سلسلہ قائم رکھیں تو ہم سے بڑھ کر بے غیرت اور کون ہوسکتا ہے۔ "لا ایمان لمن لا غیرۃ لہ" ترجمہ: جس کو غیرت نہیں اس میں ایمان نہیں ایمان والوں کے لئے تو حکم ہے کہ وہ ایمان والے تبھی ہوسکتے ہیں۔ کہ وہ اپنی جانوں سے زیادہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو عزیز سمجھیں۔ (آیت شریف)

النَّبِیُّ اَوْلیٰ بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ۔ ترجمہ یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے ۔ اور حدیث لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ترجمہ تم میں سے کوئی ایک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے لیے اس کی اولاد والد اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں جب اصول ایمان یہ ہوا تو جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کرے بزرگان دین مشائخ کرام علمائے عظام کی توہین کرے اس سے ہمارا کیا تعلق

مرزائی ہوں یا وہابی چکڑالوی ہوں یا بابی وہ خود ہم کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے اور الزام الٹا ہم پر لگایا جاتا ہے کہ ہم ان سے اتفاق کیوں نہیں کرتے ۔ ع

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

کیا حدیث شریف میں نہیں ہے کہ جو اسلام میں رخنہ اندازی کرنے والا ہو جو بدگوئی کرنے والا ہو جو اسلام اور مسلمانوں کے حق میں بدگوئی کرنے والا ہو ۔ اس سے علیحدگی اختیار کر لو کیا قرآن پاک کا حکم نہیں ہے ۔ کہ جب تم کسی سے ملو جو ہماری آیات کی نسبت بیہودہ گفتگو کرتا ہو تو ان کی صحبت سے پرہیز کرو ۔ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۔

(ترجمہ ۔ یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھ) انہی لوگوں کی پہچان میں حدیث شریف شاہد ہے کہ قرآن مجید ان کی گردنوں سے یعنی حلق سے نیچے نہیں ہوگا ۔

ہم بالکل صاف دل سے اور علی الاعلان کہتے ہیں اور ہر وقت کہتے ہیں کہ ہم کو کسی سے کوئی پرخاش نہیں یا کوئی ذاتی غرض نارواسی کی نہیں ہم سے بھاگ جانے والے ہم سے جدا ہو کے چاہ ضلالت میں جا گرنے والے مگر ابھی کے بادیہ کے سرگرداں آج پھر واپس آجائیں تو ہم ان کے لیے تیار اور ان کی خدمت کے لیے کمر بستہ ہیں ۔ ہمیں کوئی کینہ اور بغض ان سے نہیں ہوگا ۔

کفر است در طریقت ما کینہ داشتن ۔ آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن
وفا کنیم و ملامت کشیم و خوش باشیم ۔ کہ در طریقت ما کافری است رنجیدن

اتفاق و اتحاد کا راگ گانے والوں سے کہہ دینا چاہیے کہ کیا ان کو یاد نہیں ہے کہ حضرت سرور کونین و مکان محبوب خدا انس و جان روحی فداہ نے فرمایا ہے ۔ کہ میری امت کا اجتماع کبھی غلطی پر نہ ہوگا ۔ (حدیث شریف) لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَةِ ۔ ترجمہ ۔ میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی ۔ وہ ذرا چشم بصیرت سے بنظر غور دیکھیں اور سوچیں کہ امت کے سواد اعظم کا اجتماع کس طرف ہے اور وہ کس طرف ۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ حضور نے یہ بھی فرمایا ہے ۔ کہ جو شخص سواد اعظم کو چھوڑ دے گا وہ داخل دوزخ ہوگا ۔ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ ۔ (ترجمہ) تم بڑی جماعت کی تابعداری کرو پس جو شخص جماعت سے جدا ہوا ۔ وہ دوزخ میں جدا

حضرت ! فقیر نے اوپر بیان کیا ہے کہ آج کل ہندو پاک میں حشرات الارض کی طرح نئے مذہب پیدا ہوتے ہیں ۔ فقیر کے دیکھتے دیکھتے ہندوستان میں وہابیہ مرزائی چکڑالوی ۔ بابی ۔ بہائی وغیرہ پیدا ہوئے ۔ چکڑالویوں کی تعداد اس قدر قلیل ہے کہ ان کا شمار انگلیوں پر ہوتا ہے چکڑالوی کسی سنت و حدیث حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو نہیں مانتے ۔ قرآن پاک کے معنے اور تفسیر اپنی مرضی کے مطابق کرتے ہیں ۔ اتفاق کا ڈھنڈورا پیٹنے والے بتائیں کہ ان سے اتفاق و اتحاد کس طرح ہو سکتا ہے نہ تو وہ صحیح معنوں میں سرور دو عالم کے غلام ہیں ۔ نہ ان سے محبت اور تعلق رکھتے ہیں ۔ اور نہ ان کے اعمال و افعال مطابق سنت ہیں ۔

تاریخ کو دیکھو ۔ تو آپ کو معلوم ہو جائے گا ۔ کہ آج سے ایک سو سال پہلے دنیا میں ایک فرد بھی وہابی نہ تھا اور

تمام ملکوں میں اہل سنت والجماعت تھے آج سے چالیس سال پیشتر ہندوستان میں کوئی مرزائی یا قادیانی نہ تھا۔ سب اہل سنت والجماعت تھے۔ آج سے بیس سال پیشتر تمام دنیا میں کوئی چکڑالوی نہ تھا۔ یہ تمام مذاہب فقیر کے دیکھتے دیکھتے ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ ان کے جس قدر پیرو ہیں۔ ان کو فقیر تو کہتا ہے کہ رہزنی اور ڈاکہ زنی کے ذریعے ہماری جماعت سے جدا کئے گئے ہیں اور اب یہ سب ہم سے سخت اختلاف رکھتے ہیں اس لئے سوال یہ ہے کہ نااتفاقی اور مخالفت کرنے والے ہم اہل سنت والجماعت ہیں یا وہ جنہوں نے نئے نئے مذاہب اختیار کئے۔ اور جادۂ مستقیم اور سنت نبوی سے پھسل گئے۔ ہم پر یہ الزام لگانا کہ ہم نااتفاقی پیدا کرتے ہیں محض تہمت اور بہتان عظیم ہے۔ ہم تو دل سے چاہتے ہیں اور شب و روز دعا مانگتے ہیں کہ جتنے کافر دنیا میں آباد ہیں سب خدا کرے مسلمان ہو جائیں۔ اور غلامی سرکار دوعالم حاصل کرکے ہر دو جہان میں سرخروئی حاصل کریں۔ تو ہم مسلمانوں کو کس طرح اپنے سے علیحدہ کرکے کافر بنانا چاہیں گے۔

آریہ سماجی اخبار ملاپ لاہور نے فقیر کی نسبت یہ لکھا تھا۔ کہ "اس کی سعی سے پچیس ہزار ہندوؤں نے اسلام قبول کیا۔" گو یہ تعداد غلط تھی۔ مگر فقیر خداوند کریم مجیب الدعوات کی بارگاہ قدس میں دعا کرتا ہوں کہ فقیر کے ہاتھ سے بجائے پچیس ہزار کے خدا کرے پچیس لاکھ ہندو مسلمان ہو جائیں!! ہمارے دشمن تو ہماری نسبت یہ رائے ظاہر کریں۔ اور ہمارے بھائی ہم پر یہ الزام لگائیں کہ ہم مسلمانوں کو کافر بناتے ہیں۔ یہ ہم پر صریح بہتان ہے۔ بخدا ہم تو یہ چاہتے ہیں۔ کہ تمام کے تمام مرزائی خارجی، وہابی، بابی، ندوی وغیرہ اپنے عقائد باطلہ سے تائب ہو کر صحیح عقائد کی جانب رجوع کریں اور اہل سنت والجماعت کا سواد اعظم بن جائیں۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (ترجمہ۔ اللہ کی رسی مضبوطی سے تھام لو۔ سب مل کر اور باہمی تفریق نہ کرو۔) ہم ان کو دل و جان سے اپنے ساتھ ملانے کو تیار ہیں۔ چشم ماروشن دل ماشاد۔

کوئی شخص اس بات کا ثبوت نہیں دے سکتا کہ اہل سنت والجماعت میں سے کسی شخص نے بھی کسی کو یہ کہا ہو کہ وہ ہم سے نکل جائے۔ اس کے برعکس ان سب کو واپس لانے اور اپنے میں ضم کرنے کے لئے یہ آل انڈیا سنی کانفرنس قائم کی گئی ہے۔ تاکہ وہ سب اپنے عقائد باطلہ کو چھوڑ کر پھر ہمارے ساتھ مل جائیں۔

تاریخ عالم اور سیر کی کتابوں کا مطالعہ کرنے پر یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے۔ کہ اشاعت تبلیغ اسلام کا جس قدر کام کیا ہے۔ وہ سب اہل سنت والجماعت کے پاک اور مقبول بندگان خدا نے کیا ہے۔ جو کچھ ہوا ان کی سعی اور انہی کے یمن و برکت سے ہوا۔ جس طرف ان غلامان سرکار سرمدی نے رخ کیا فتح و نصرت نے ان کے قدم چومے اور کیوں ایسا نہ ہوتا وہ اپنی خواہشات کو اتباع سنت اور محبت رسول میں فنا کر چکے تھے۔ جو کام کرتے تھے۔ خالصتاً لوجہ اللہ کرتے تھے۔ نمود و نمائش ریا و آلائش کا شائبہ تک ان کے کاموں میں نہیں ہوتا تھا۔ ان کو خداوند کریم کی طرف سے رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کا خطاب حاصل تھا۔ مگر افسوس اب آہ اب وہ ایمان، ان کی سعی و ہمت ان کا استقلال و ارادہ ان کا عزم و جزم ہم میں باقی نہ رہا۔

سبحان اللہ! مومن کی بڑی اونچی شان ہے۔ بڑا بلند پایہ ہے۔ مومن کسی سے مغلوب نہیں کسی سے نہیں ڈرتا ارشاد باری تعالیٰ شاہد ہے۔ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (ترجمہ)

ہو۔ سستی نہ کرو اور نہ غم کھاؤ۔ اور تم غالب ہو اگر تم ایمان والے ہو) خداوند کریم کا وعدہ کسی طرح بھی غلط نہیں ہوسکتا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰی (ترجمہ تو مت ڈر بے شک تو غالب ہے) جب مومن کی یہ شان ہے کہ سب سے بلند سب سے اعلیٰ ہے۔ کبھی ذلیل نہیں ہوسکتا۔ تو پھر یہ دیکھنا ہوگا کہ ہماری موجودہ پست حالت کا سبب کیا ہے غور کیجئے تو نظر آئے گا کہ

ہر چہ ہست از قامت ناساز و بے اندام ماست
ورنہ تشریف تو بر بالائے کس کوتاہ نیست

ہماری ذلت و رسوائی کا کوئی تو سبب ضرور ہے

سوچیے کہ ایسے پاک اور مقدس مواعید کے ہوتے ہوئے ہماری اس ذلت و نکبت کی کیا وجہ ہے ہمارے ادبار و افلاس کا کیا سبب ہے آخر اس مفلوک الحالی بے عزتی مصائب و آلام، رنج و بلا کی وجہ تو ضرور ہے،

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ تھا تو اس وقت مسلمانوں کی تعداد بہت قلیل تھی حضور کے بعد صحابہ کرام اور خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانے میں بھی مسلمان باقی اقوام کے مقابلے میں بہت کم آبادی میں تھے۔ یہ کیا وجہ تھی۔ کہ انہوں نے بسرعت فتح کر لیا۔ تمام عالم کو مسخر کیا۔ مملکتوں کو تہ و بالا کر ڈالا بڑے بڑے گردن کشوں کو مطیع و فرمانبردار بنا لیا۔ بڑے بڑے باجبروت بادشاہ مسلمانوں کے نام سے کانپتے تھے۔ اور تمام عالم ان کے زیر فرمان تھا۔ ایک وہ وقت تھا کہ مسلمانوں نے قلیل التعداد غلاموں اور متبعان رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شجاعت و ایمان، تہور مردانگی انسانی ہمتی۔ دریا دلی۔ فیاضی۔ حریت، مساوات کا تمام عالم میں سکہ بٹھا دیا تھا۔ اور ایک آج کا وقت ہے

کہ باوجود دنیا کے تمام اسلامی ممالک میں قریب چالیس کروڑ کے مسلمان موجود ہیں۔ مگر باوجود اس کثیر تعداد کے وہ ادبار و فلاکت اور ذلت و نکبت میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان کی سلطنتیں غیر اقوام نے یکے بعد دیگرے برباد کر دیں۔ ان کے اموال و املاک کو تاراج کیا ان کے علم کی دولت ان سے چھین لی گئی۔ ان کی عزت جاتی رہی۔ تجارت ان کے ہاتھ سے نکل گئی۔ اور وہ اقوام عالم میں ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں۔

ان تمام خرابیوں، بے عزتیوں ذلت و ادبار کی کچھ وجوہ ضرور ہیں۔ اسلام پاک اور مقدس اسلام اپنے اصولوں میں ویسا ہی ہے جیسا پہلے تھا۔ اس پر کاربند ہونے والے آج بھی ویسے ہی پُر جوش صاحب ایمان ہو سکتے ہیں۔ اور ان کے دلوں میں پھر ویسی ہی گرمی پیدا ہو سکتی ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ آج کے مسلمانوں کے اعتقادات بھی صحیح ہیں کہ نہیں۔ کیا نور ایمان حقیقی ہمارے دلوں میں موجود ہے کیا ہم میں وہ محبت رسول اور اتباع سنت جو فاتبعونی کے درجہ میں لا کر شان محبوبیت پر پہنچاتی ہے۔ پائی جاتی ہے۔

اور وہ سبب ایمان کی کمی ہے

حضرات! خداوند کریم جو دونوں جہان کا بادشاہ ہے کبھی اپنے محبوب کو ذلیل نہیں ہونے دیتا۔ اس لئے آؤ اس صحیح معیار پر اپنے اعتقادات اور اعمال اور محبت اور ایمان کو پرکھیں۔ اگر ہم میں وہی محبت ہو جو صحابہ کرام رضی تابعین رحم یا مشائخ عظام اور صوفیائے کرام میں پائی جاتی تھی۔ تو ہم کو محبوبیت اور مومن کی شان۔ جو تمام عالم سے اعلیٰ اور ارفع ہے۔ نصیب ہو سکتی ہے اور اگر ہم میں نہ محبت رسول ہو۔ نہ اتباع سنت ہو۔ نہ ایمان صحیح ہو۔ نہ اعمال صالح ہوں نہ نسبت مشائخ حاصل ہو تو پھر ہم نہ

مومن ہیں نہ مسلم۔ بلکہ ہم صرف "بدنام کنندہ نکونامے چند" کے مصداق ہیں۔ اگر ہمارا ایمان صحیح نہیں اور ہم ارکان اسلام کی پابندی نہیں کرتے ذکر خدا کے نور سے دل کو گرم اور روشن نہیں کرتے۔ نماز جو معراج مومن ہے ادا نہیں کرتے شعائر اسلام کی پروا نہیں کرتے تو پھر جی عبادت سے چرانا اور جنت کی طلب! کام چور اس کام پر کس منہ سے اجرت کی طلب۔

یاد رکھو خداوند کریم کے وعدے کبھی غلط اور جھوٹے نہیں ہو سکتے۔ ہم ہی ان وعدوں کے اہل نہیں ہیں۔

عام ہیں اس کے تو الطاف شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

دیکھو تو خداوند کریم قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ۞ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنتُ بَصِيرًا ۞ قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنسَىٰ ۞

ترجمہ۔ اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بے شک اس کے لیے تنگ زندگانی ہے۔ اور ہم اُسے قیامت کے دن اندھا اُٹھائیں گے۔ کہے گا اے رب میرے مجھے تو نے کیوں اندھا اُٹھایا۔ میں تو آنکھوں والا تھا۔ فرمائے گا یوں ہی تیرے پاس آیتیں آئی تھیں تو نے اُنہیں بھلا دیا اور ایسے ہی آج تیری کوئی خبر نہ لے گا۔

بھنگ، چنڈو، گانجا۔ افیون، مے نوشی وغیرہ سارے افعال بد فخر سے کیے جاتے تھے۔ تعلیم کی طرف سے بالکل بے پروائی۔ ارکان مذہب سے بالکل بے خبر۔ دنیاوی تعلیم میں ہمسایہ قوم سے بہت پیچھے تجارت میں کوئی حصہ ہی نہیں ملکی ملازمتوں میں بھی صفر۔ جائداد املاک غیروں کے قبضے میں غرضیکہ ہماری ذلت کی کوئی حد نہیں۔

ہماری بے کسی اور بے بسی کی بری حالت ہے نہ کوئی ہمارا مرکز کا انجمن ہے نہ کوئی تنظیم سب سے پہلے ضروری ہے۔ کہ ہم اپنی اندرونی اصلاح کریں۔ یعنی اول اپنی دینی اصلاح کریں۔ دنیاوی اصلاح اس کے ساتھ ہوتی جائے گی۔ ضروری ہے کہ ہر مسلمان اول اپنی دینی حالت کو درست کرے۔ یعنی اپنے دل میں اسلام کی صحیح محبت پیدا کرے اسلامی اصول و ارکان کا پابند بنے شعائر اسلام کی دل سے عزت کرے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا غلام بن جائے۔ اس کے لیے ضروری ہے۔ کہ اپنے گذشتہ گناہوں سے تائب ہو کر حضور کے مقدس اسوۂ حسنہ کی پیروی اختیار کرے۔ اور اس نور یقین کی برکت حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دلوں کو منور کیا تھا۔ اور جو نور باطن آج بھی صوفیائے کرام کے سینوں میں آفتاب درخشندہ کی طرح موجود ہے۔

برادران! آپ کو معلوم ہے۔ کہ صرف دو مقدس صوفیائے کرام (خواجہ محمد یعقوب اور خواجہ محمد درویش رحمتہ اللہ علیہما) کی دعا سے سارے ترک مسلمان ہو گئے تھے۔ وہی توجہ وہی نور، وہی دعا اب بھی اہل دل ارباب بصیرت کے سینوں میں موجود ہے۔ اگر موجودہ زمانہ کے زبوں حال مسلمان اپنے اعمال سیئہ سے تائب ہو کر صوفیائے کرام کی خدمت میں حاضر ہوں۔ ان سے نور ایمان و ایقان حاصل کریں۔ اور عقائد اہل سنت والجماعت کے مطابق اسوۂ حسنہ کی پیروی کریں۔ تو پھر وہی کچھ بن سکتے ہیں جو قرون اولیٰ میں تھے۔

آہ کہ وہ نور ایمان و ایقان و محبت رسول

علیہ الصلوٰۃ والسلام کہاں سے حاصل ہو سکتا ہے۔ یاد رکھو کہ عطار کے پاس جاؤگے۔ تو عطر کی خوشبو پاؤگے۔ آہن گر کے پاس جا کے بیٹھوگے تو نہ صرف کپڑے جلا لوگے۔ بلکہ ایسا بھی ہوگا۔ کہ منہ بھی کالا ہو جائے گا۔ نور ایمان صرف صوفیائے کرام اور عاشقان و متبعان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے نصیب ہو سکتا ہے۔ محبت رسول اور معرفت خدا کے عطا کرنے والے یہی پاک وجود ہیں۔ دوسرے جو لوگ محبت سے ناآشنا ہیں جو محبوبیت کی شان اور خلق محمدی سے ناواقف ہیں۔ ان کے پاس بیٹھنے سے وہی آہن گر کی صحبت کا سا حال ہوگا۔ صوفیائے کرام صحیح آئینہ یا صحیح مظہر کمالات محمدی ہیں وہی فدائیان سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان کا باطن نور محمدی سے منور ہوتا ہے اسی نور باطن سے وہ تمام عالم کو منور کرتے ہیں۔ مگر جو خود ہی نور کے حصول کی خواہش نہ کرے۔ اسے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ تمام مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ ان عاشقان محبوب رب العالمین کی غلامی اختیار کریں۔ اور ان کی خدمت میں حاضر ہو کر محبت رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور نور ایمان کے حصول کی سرگرم خواہش ظاہر کریں۔ تو پھر ان کے لئے دنیا و آخرت میں بہتری ہو سکتی ہے۔

تو ہمدم پروانہ تا سوختن آموزی
با سوختگاں بنشیں شاید کہ تو ہم سوزی

خود ارکان دین اور علم دین سے واقفیت حاصل کرو۔ اپنے بچوں کو دینی تعلیم دلاؤ۔ ان کو اصول و ارکان اسلام حفظ کراؤ ان کی پابندی کی ان میں نیکی عادت ڈالو۔ ان کو بدکاروں بروں اور غیروں کی محبت سے بچاؤ۔ اپنے علمائے کرام کی عزت کرو۔ دنیا میں سوائے ہندوستان کے اور کوئی ایسا ملک نہیں۔ جہاں اپنے بزرگان دین کی توہین کی جاتی ہے۔ جو اپنے بزرگوں کی عزت نہیں کرتا۔ زمانہ اس کی عزت نہیں کرتا۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ علمائے اسلام کی جو تمہاری دینی اور دنیاوی بہتری کا راستہ بتاتے ہیں۔ اور جو پیغمبر علیہ السلام کے وارث ہیں ان کی عزت و تکریم کیا کرو۔ ان کے مراتب کا لحاظ رکھا کرو۔ خوب یاد رہے کہ تمہاری قومیت کی عزت انہی کی عزت و تکریم پر منحصر ہے اس لئے علمائے دین کی تعظیم و تکریم تمہارا اولین فریضہ ہے۔

دنیاوی تعلیم

"علم مومن کی کھوئی ہوئی چیز ہے" جہاں سے ملے اس کو حاصل کرنا اس پر فرض ہے۔ اس لئے دنیوی تعلیم حاصل کرنا اس پر فرض ہے۔ جو کہ زمانہ کا مروج ہے۔ نہایت ضروری ہے تاکہ اہل اسلام غیر اقوام کے دوش بدوش شاہراہ ترقی پہ چل سکیں۔

سنی بھائیوں میں اتحاد کی ضرورت

اپنے غریب اور نادار اہل سنت مسلمان بھائی کو اپنا بھائی سمجھو۔ اس کے ہمراہ اخوت و محبت قائم کرو۔ اس کی عزت تمہاری عزت ہے۔ اگر تم اس کی عزت نہیں کروگے تو اس کو کون اپنا بھائی اور محب سمجھے گا خدا غور کرو۔ ممکن ہے تمہارے پاس دنیا کا زر و مال زیادہ ہو۔ مگر خدا ہی جانتا ہے ممکن ہے اس کے دل میں نور ایمان اور محبت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ ہو۔ اس صورت میں اس کا درجہ تم سے بہت بلند ہوا۔ آخر میں فقیر ایک بار پھر یہ بات دہراتا ہے کہ ایمان کی تکمیل جو نور ایمان کی تائید بغیر ناممکن ہے

بے عنایات حق و خاصان حق۔ گر ملک باشد سیہ باشد ورق

خطبۂ صدارت

جمہوریہ اسلامیہ

حضرت حامی سنت ناصر شریعت سبحان ہند رأس المحدثین رئیس المتکلمین مولانا الحاج السید الشاہ سید محمد صاحب محدث اشرفی جیلانی کچھوچھوی صدر جماعت استقبالیہ جمہوریۂ اسلامیہ دامت برکاتہم (رحمتہ اللہ علیہ) نے

آل انڈیا سنی کانفرنس

کے بے نظیر عدیم المثال تاریخی اجلاس بنارس منعقدہ ۲۴ تا ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء پانچہزار مشائخ و علماء اور ڈیڑھ لاکھ سے زائد عام حاضرین کے عظیم الشان مجمع میں پڑھ کر سنایا اور مجمع لفظ لفظ اور فقرے فقرے پر جھوم جھوم گیا بیشمار مرحبا و نعرہ ہائے تکبیر سے فضائے آسمانی گونج اٹھی اور بہت سے جملوں کے بار بار اعادہ و تکرار کی استدعائیں کی گئیں اکابر علماء نے اس خطبہ کو آل انڈیا سنی کانفرنس کا شاہکار قرار دیا۔ پاکستانی سنیوں کی بصیرت اور استفادہ کے لئے ادارہ سواد اعظم آل پاکستان سنی کانفرنس کے موقع پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد۔

مشائخ کرام علماء اعلام محبان اسلام برادران اہل سنت وجماعت! میں آپ کا ایک لمحہ بھی اس صدارت کی بحث میں ضائع نہ کروں گا۔ کہ مجلس استقبالیہ کی صدارت کی خدمت کے لئے میرا انتخاب قابل شکر ہے یا لائق شکوہ ہے اس کو اراکین مجلس ہی جانیں۔ میں تو آج اپنی قسمت پر نازاں ہوں۔ کہ مقدس اجتماع میرے لئے بالکل ایسا ہے کہ ایک بیمار کو بے شمار معالجین مل گئے ہیں۔ ایک فریادی کو ہزاروں اصحاب عدل وداد میسر آگئے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ ۲۰-۲۱-۲۲-۲۳ شعبان ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۶-۱۷-۱۸-۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء کی تاریخیں تھیں

مرادآباد میں جامعہ نعیمیہ کا عظیم الشان میدان تھا۔ اور ملک و ملت کے حقیقی رہنماؤں کا جمگھٹا تھا اور بحیثیت صدر مجلس استقبالیہ حضرت بابرکت شیخ الانام حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب قبلہ قدس سرہٗ کا تاریخی خطبۂ استقبالیہ پڑھا جارہا تھا جس کا لفظ لفظ آج بھی وہی معنویت اور ہدایت رکھتا ہے۔ جو اس وقت اس میں تھا۔ اور جس کی عملی کھلی پیشینگوئیوں کو ہماری بدقسمت آنکھوں نے دیکھا اور عالم ربانی و عارف باللہ کے نور فراست کو آخر دنیا کو مان لینا پڑا جسکو یاد کرکے ہمارے دل کی گہرائیوں سے بے ساختہ آہ نکلتی ہے کہ کاش ہم درمیانی مدت کو ضائع نہ کرتے اور کاش دشمنان نظام اسلام کو ہم اسی دن پہچان گئے

ہوتے تو آج ہم کتنے بلند مقام پر ہوتے ان درندگانِ زمانہ نے اسلام کی بھولی بھالی بھیڑوں کو جو شکار کر لیا ہے ہم اس عظیم مصیبت سے محفوظ رہتے۔ (آئیے ہم اور آپ سورۂ فاتحہ و اخلاص کا تحفہ روحِ حضرت حجۃ الاسلام کو ہدیہ کریں۔ اور اُن تمام اعیانِ اسلام کو ہدیہ کریں جن کو ہم اس عرصہ میں گم کر چکے ہیں۔)

حضرات! زمانہ اب اس منزل سے دور نکل چکا ہے۔ کہ اظہارِ مدعا سے پہلے کوئی تمہید عرض کی جائے اور منتشر تصورات کو ایک نقطہ پر جمع کرنے کے لئے خطابت کے جوہر دکھائے جائیں اب تو یہی لیل و نہار کی گردش اور یہی رات دن کا چکر اور مدرزمانہ نے مظالم اور فتنوں پر نکلنے والا آفتاب اور نت نئی تاریکیوں اور ظلمتوں کا گواہ ماہتاب، مسلمانوں کی بے نظمی اور سنیوں کی بے کسی اور اعداء کی تیاریاں، دشمنوں کی چالاکیاں، تعدادی۔ غرور والوں کی نبرد آزمائیاں، سرمایہ داروں کی ستم آرائیاں اور سب سے بڑھ کر ضمیر فروشوں کی غداریاں، اور مسلم نماؤں کی اسلام دشمنیاں جن کو ہم آج ہر ہر منٹ دیکھ رہے ہیں۔ یہی ہمارے اظہارِ مدعا کی تمہید ہیں۔ اور اب اسلامی فریضہ اجازت نہیں دیتا کہ ایک منٹ کی تاخیر اس لیے گوارا کی جائے کہ الفاظ کی الجھنوں اور عبارت آرائی کے گورکھ دھندے میں پھنسا جائے۔

اے ہمارے مشائخ کرام! اور اے ہمارے علمائے اعلام نائبانِ خیر الانام! ہم نے آپ کو زحمت دی اور آپ نے راہ کی سفر کی دشواریوں کو برداشت فرمایا۔ اپنا قیمتی وقت عطا فرما کر ہمیں نوازا۔ آپ کی زیارت نے ہماری دلنوازی کی آپ کے دیدار نے ہمیں زندگی کی آس بخشی آپ کی کرم نوازیوں پر ہم نے اپنے رب کو پکار کے کہا کہ اس نے ہم دردمندوں پر رحم فرمایا اور ہمارے سچے رہنماؤں اور دینی قائدوں کا سایۂ کرم ہمارے سروں پر لاکر چھا دیا اب ہم اس عہد کے ساتھ کہ ہم اپنے آپ کو اپنی جان کو اپنی اولاد کو اپنے مال کو، اپنی عزت کو آپ کے سپرد کر کے فریاد کرتے ہیں۔ کہ آپ کے معبودِ برحق کے پجاریوں، وہ معبود جس کو ہر ہر سانس میں آپ نے یاد رکھا اور جس سے ایک آن کی غفلت آپ نے گوارا نہ کی آپ کے رسولِ پاک کے نام لیواؤں، وہ رسولِ پاک جس کے ناموس و وقار کا پرچم آپ کے قلوب میں اور جس کے شہود و ظہور کے جلوے آنکھوں میں اور جس کے دبدبے اور شوکت کے سکے دلوں میں آپ نے جمائے۔ اس کے کلمہ پڑھنے والے بیٹوں کو کو اعداء نے شکار بنا لیا ہے۔ رسولِ پاک کی بھولی بھیڑوں کی تاک میں لگ گئے ہیں۔ دولت پر ڈاکے، اقتدار پر بمباری، ایمان و اعتقاد پر دھاوا، عزت پر حملے، اُن کی تنظیم میں انتشار و تفرقہ کی سازشیں، ایک مسلم قوم پر ساری دنیا ظلم و تعدی کے لئے اتر آئی ہے اور ہمارے پاس اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہا۔ کہ جلد سے جلد اپنے چارہ سازوں کی طرف دوڑیں اور اُن کے دامنوں میں پناہ لیں۔ جن کو ہمارے مقدس اسلام نے ہمارے لئے پناہ گاہ بنایا ہے۔ ہمارے دعوت نامے بالکل صحیح طور پر آہِ مظلوماں کی شرح تھے ورنہ ہندوستان نے بلکہ ساری زمین نے کب دیکھا تھا۔ کہ دعوت دی گئی اور اس شرط سے کہ ہم آپ کو سوکھی روٹی بھی نہ دے سکیں گے، قیام گاہ درختوں کے سایہ کے سوا ہمارے پاس نہیں ہے۔ جس وقت محکمۂ راشن نے ہم کو راشن دینے سے انکار کر دیا۔ اور ہم کو اعلان کر دینا پڑا۔ کہ ہم ایک نوالہ بھی کھلا نہیں سکتے۔ آپ اپنا کھانا ساتھ لائیے۔ تو ہماری حالت عجیب تھی۔ آپ کی عظمت کا دربار ہمارے سامنے تھا۔ جہاں ہم مجرموں کی طرح شرمندہ سر نیچے کئے کھڑے تھے۔ اور ہماری سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ کہ ہم آپ کو

کیا مونھ دکھائیں گے۔ بنارس کا ایک ایک متنفس ایسا ہو گیا۔ کہ گویا جسم میں جان نہیں۔ ہماری استقبالیہ کا نائب کمانڈر مولوی سلیم اللہ صاحب صدر سٹی کانگرس چوک وارڈ بنارس خواجہ عبدالحمید صاحب ناظم اسٹیج مسٹر لاڈلے صاحب ایڈوکیٹ۔ منظور احمد صاحب صدر سٹی کانگرس بھیلو پورہ وارڈ ہمارے ناظم قیام گاہ داروغہ سبحان علی صاحب ہمارے ناظم مطبخ شیخ عبدالعزیز صاحب وغیرہ ان میں سے ہر ایک کھانا پینا بھول گیا۔ اور ہم اپنی زندگی پر خود بخود شرمندہ تھے۔ کہ اچانک دلوں سے ہوک پر ہوک اٹھی اور بیساختہ آہ کی طرح سر اٹھا زبان پر یا اللہ اور یا رسول اللہ آگئی آسمانی رحمتوں کو حسرت بھری نگاہیں تکنے لگیں۔ عالم تصور کعبہ لے گیا۔ طیبہ لے گیا بغداد پہنچے۔ اجمیر گئے۔ سامنے آزمائش و ابتلا کی زمین آ گئی۔ اور کرب و بلا کا خطہ آنکھوں کے سامنے سما گیا اور جیسے کسی نے کہہ دیا۔ کہ یہ تو میدان کربلا میں تیرہ سو برس سے زیادہ ہوئے طے ہو گیا۔ کہ ظالم پانی بند کر کے دنیا نے اہل حق کو اعلان حق سے روکنے میں کامیابی حاصل نہ کی حسینی قربانیوں نے دل تھام لیا۔ کربلا کے بے آب و دانہ شہیدوں نے ثبات قلب عطا فرمایا اور ہماری عقیدت کی دنیا کا ذرہ ذرہ کہنے لگا۔ کہ حق پرست اور تقدس مآبین ہماری بیکسی و نااہلی پر رحم فرمائیں گے اور ہماری آہ سے ضرور تڑپیں گے اور ہماری رہنمائی کے لئے ہمارے رہنما بلا شبہ آجائیں گے۔ ہمارا یہ احساس جاں بخش ہوا۔ یقیناً "یہ غیبی آواز تھی۔ چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں۔ او دنیا بھر کے دیکھنے والو! دیکھ لو۔ کہ آج ہمارے رہنما ہماری فریاد پر ہندوستان کے گوشے گوشے سے آگئے۔ اور بلا شرط آگئے۔ ہمارے اجلاس کے بے نظیر اجلاس ہونے کی وجہوں میں سے سب سے زیادہ عظیم وجہ یہ بھی ہے جس کو آج تک ہندوستان نے کبھی نہیں دیکھا۔

اور آستانہ عالیہ حیرت کو تا رہے گا۔

اے ہمارے بزرگو! ممکن ہے کہ آپ کو حیرت ہو۔ کیونکہ ہم سے ملک میں جا بجا کہا گیا کہ ہم نے فریاد کے لئے بنارس کا انتخاب کیوں کیا۔ اور ہم نے ملک کے طوفانی دور میں سب کو یہی جواب دیا کہ ہندوستان کا نقشہ دیکھئے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ بنارس ہندوستان کا سنٹر واقع ہوا ہے ہر طرف سے آنے والوں کے لئے برابر کا فاصلہ پڑتا ہے لیکن اب آپ بنارس آچکے ہیں۔ اور پچھم سے آنے والوں نے دیکھا کہ بنارس سے متصل وہ شہر جونپور ہے جو سلاطین شرقیہ کا دار السلطنت رہا ہے۔ اسٹیشنوں کے اسلامی نام اکبر پور، شاہ گنج۔ ظفر آباد، جلال گنج خالص پور وغیرہ راستہ میں پڑے ہوں گے۔ پورب سے آنیوالوں نے بنارس سے پہلے مغل سرائے پایا ہوگا۔ شمال سے آتے ہوئے تاجپور، یوسف پور۔ غازی پور، سید پور ملے ہوں گے دکن میں الہ آباد مرزا پور سے گزرے ہوں گے بنارس کے حاشیہ پر مسلمانوں کی قائم کردہ آبادیاں بتاتی ہیں۔ کہ بنارس مسلمانان ہند کی نگاہوں میں ہمیشہ مرکز توجہ رہا ہے اور اس شہر پر کنٹرول رکھنا ہمارے مورثوں کی وراثت ہے بنارس کے گھاٹ کی زینت وہ مسجد ہے جو حضرت عالمگیر کی بلند نظری کی گواہ ہے۔ اور وہ جامع مسجد ہے جس کی اینٹ اینٹ تاریخ کا عظیم الشان دفتر ہے دہلی کی طرح یہ بھی وہ شہر ہے جہاں اب تک خاندان مغلیہ کی نسل آباد ہے ہماری مجلس استقبالیہ کے نائب صدر مرزا جہانگیر بخت لال قلعہ دہلی کے حقدار وارث اسی بنارس میں رہتے ہیں۔ بنارس کا ایک محلہ بھی ایسا نہیں جس میں گنج شہیداں نہ ہو۔ شہر سے جس طرف نکل جائیے کوئی نہ کوئی مسلم الثبوت عارف باللہ آسودہ زمین ہے اور سارا حاشیہ اولیا لگ ہے اور آپ جانتے ہیں۔ کہ حاشیہ متن کی اہمیت کو بڑھاتا ہے۔ اور اسکی گتھیوں کو سلجھاتا ہے

رہی آثار ما قدیمہ ہیں، جو اس شہر کی دینی، سیاسی اہمیت کی معتبر اور مفصل تاریخ ہیں۔ اور یہی روشن ماضی کے آثار سنتے یہ بھی ہے کہ یہ شہر بڑی لونی اعلان و اصطلاح میں تقریباً ایک لاکھ فرزندانِ اسلام پر مشتمل ہے جو عموماً تجارتی و صنعتی دنیا کے ماہر ہیں۔ ان میں اہل سنت و جماعت کی تعداد کی برتری بعونہ تعالیٰ نوے فی صدی ہے۔ دینی جذبہ کا اندازہ اس سے کیجئے کہ اس شہر کے مشہور سعد اکبہ یا رحیم ہماری مجلس استقبالیہ کے ناظم مالیات جناب اثیر الدین صاحب اور نائب ناظم جناب نذیر الدین صاحب جو آل انڈیا سنی کانفرنس کی روحِ رواں ہیں۔ وہ شہر کے دینی لیڈر بھی ہیں۔ ایک ایک محلہ میں مشائخ کرام کی دو دو چار چار خانقاہیں ہیں جن میں سلاسل اربعہ قادریہ و چشتیہ و نقشبندیہ و سہروردیہ کا فیض عام ہر طرف جاری ہے۔ اسی شہر میں وہ خانقاہ اشرفی ہے جو علماء و مشائخ کی خدمت کرنے میں زبان زد ہے اور ہماری مجلس استقبالیہ کے ناظم رسل و رسائل اور ہمارے برادر طریقت شیخ عبداللہ صاحب کنڈکٹر ڈیوٹی کا اسٹیشن بنارس کینٹ نے بازوئے ہمت پر جس کی ذمہ داری ہے اس شہر میں عربی علوم کے لئے دو بڑے مدرسے ہیں ابتدائی دینی تعلیم کے لئے ایک درجن سے زیادہ مکاتب ہیں۔ مدرسہ حمیدیہ رضویہ و مدرسہ فاروقیہ انجمن اشاعۃ الحق اہل سنت و جماعت کے مستقل ادارے ہیں، جن میں سے پہلا مدرسہ ہمارے محترم خازن اور آل انڈیا سنی کانفرنس کے اعلیٰ داعی حاجی جلال الدین صاحب اور ہماری مجلس استقبالیہ کے رکن اعظم جناب عبدالقیوم صاحب صدر مدرسہ کی حوصلہ مندیوں اور دوسرا مدرسہ ہمارے سنی کانفرنس بنارس میں ملان لیوده وارڈ کے ناظم حاجی عبدالغفور صاحب کی جانفشانیوں کا نمونہ حسنہ ہیں۔ سرآمد شعراء ذکی حزیں

اسی بنارس میں آکے چپکے تو جانے کا نام نہ لیا، نہ جانے کس نے جانے پہ اصرار کیا، تو یہ کہہ پڑے کہ "از بنارس نروم" الخ۔ پچھلے عہد میں ابھی کتنے دن کی بات ہے، کہ حضرت مولانا شاہ عبدالحمید صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بنارس آئے تو اپنے وطن پنجاب کو واپس نہ ہوئے۔ اور بنارس کو بسالیا۔ حضرت کی شہر میں بے شمار یادگاریں ہیں۔ جن میں قابل تذکرہ وہ خانقاہ حمیدیہ بھی ہے۔ جو تاج بابا محل کے اندر واقع ہے۔ اسی خاندان تاج سے چشم و چراغ ہماری مجلس استقبالیہ کے رکن اعظم حافظ محمد اسحاق صاحب ہیں۔ غرض بنارس کے ذرہ ذرہ میں اگر بدھ مت کی مفروضہ پرانی تاریخ ہے تو اسلام کی تہذیب کا دفتر بھی ہے اور ایسا تاریخی شہر ہے جس نے علم و عرفان، سیاست و اقتدار، ادب و تمدن میں قوم مسلم سے فیضیاب ہونے میں ہمیشہ امتیازی درجہ رکھا ہے۔

میرا وطن کچھوچھہ شریف بنارس کا مستقل دارالشفا ہے آسیب زدہ مجانین مسافر ہی نہیں بلکہ سر میں درد ہوا، نزلہ تین دن سے زیادہ رہ گیا اور بنارسی کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد پہنچ گیا۔ آستانہ اشرفیہ کی خاک چاٹی اور تندرست ہوگیا۔ اتنی کثرت آمد و رفت اور یہاں سلسلہ عالیہ اشرفیہ کی وسعت کا نتیجہ ہے، کہ میرے بنارسی بھائیوں نے مجھ کو بنارسی ہی قرار دیا، اور میں بحیثیت ایک بنارسی کے اپنی جماعت استقبالیہ بنارس کی ترجمانی کر رہا ہوں۔ میں اس موقعہ پر اپنے بنارسی بھائیوں کے ہم وطن قرار دینے پر فخر کرتا ہوں۔ لیکن اس منصب کے قبول کرنے پر شرط لگا دی ہے کہ میری کسی لغزش کی چشم پوشی اور میری کسی خطا پر پردہ داری کی گئی۔ تو میں میدان حشر میں دعویدار ہونگا۔ میرے بھائیوں نے مجھ کو یقین دلا دیا ہے کہ میرے قدم قدم میرے لفظ لفظ اور ہر سکون و حرکت پر ان کا مکمل کنٹرول رہے گا۔ وللہ المختار۔

مشائخ عظام و علمار اعلام! ہم وہ دن دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ ہمارا ہر فرد مبلغ ہو ہماری پرانی تاریخ یہی تو تھی کہ بادشاہ مبلغ رعایا مبلغ علمار مبلغ عوام مبلغ، پیر مبلغ، مرید مبلغ، سوداگر مبلغ مزدور مبلغ مزدور مبلغ کوئی ہے جو رسول پاک کے دستِ پاک پر اسلام قبول کرکے مبلغ نہ بنا ہو۔ کوئی مثال ہے کہ صحابہ کرام سے دولت ایمان پانے والا مبلغ نہ ہوا ہو تبلیغ تو ایمان کا اصلی سرمایہ ہے تبلیغ تو اسلام کا دوسرا نام ہے۔ یہودیت میں سازش کے سوا کیا رکھا تھا۔ نصرانیت کا منتر [illegible] والا کان کے سوا میدان میں کینے کے قابل کب تھا۔ مشرکین کے اوہام و تخیلات میں تبلیغ کی روح کیسے آتی۔ سب کے سب اپنے دین کے نام کو اپنی پرائیویٹ جائیداد کی طرح چھپائے رکھتے تھے۔ کہ تبلیغ کا شہسوار اسلام میدان میں آگیا اور تبلیغ کے سورج کو چمکا دیا، صداقت کی روشنی کو پھیلا دیا، ہدایت کی دلوں میں تڑپ پیدا کر دی، رشد و ارشاد کا دروازہ کھولدیا جن و انس کو اپنے دائرہ میں لے لیا، اللہ تعالے نے اپنے رسول کو مامور فرمایا، کہ بلغ ما انزل الیک رسول پاک نے اپنے وفاداروں کو حکم دیا بلغوا عنی ولو بکلمۃ۔

حضرات! دنیا میں ایک ذہنی انقلاب ہے اور قوموں کے کان ایسے پیغام کی تلاش میں ہیں۔ جو انسانیت کو انسانی شرف بخشے زمین کو گہوارہ امن و امان بنا دے۔ جہاں روح بر سر عمل ہو۔ اور نفس کا وجود و عدم برابر ہو۔ اور آپ حضرات جانتے ہیں، کہ یہی چیز ہے جس کا نام پاک اسلام ہے اسی تبلیغ کی ایک اہم اور مخصوص شاخ تعلیم مذہبی ہے تعلیم ہی سے قومی دماغ کی تعمیر کی جاتی ہے۔ تعلیم ہی سے صحیح تدبر اور درست تفکر کی اہمیت ابھاری جاتی ہے۔ اور تعلیم ہی سے قوم کو اس کے اصلی سانچے میں ڈھالا جاتا ہے اس تعلیمی آوارگی کا خطرناک نتیجہ ہے کہ قرآن و حدیث کا پیارا پیارا

نام لیکر آپ کو ایسے لوگ نظر آتے ہیں، جو خود مسخ ہوگئے ہیں۔ اور اسلام کو مسخ کرنے کا قصد کر لیا گذشتہ ایک صدی کے اندر جتنے فرقوں نے برطانوی سایہ میں جنم لیا وہ سب تعلیمی خامی کی ماتمی یادگار ہیں۔ عقل کی سلامتی صحیح تعلیم سے ملتی ہے۔ ورنہ عقل ایسی ماری جاتی ہے کہ آپ اس جنونی طبقہ سے آگاہ ہیں۔ جو پیغمبر اسلام کی توہین کو اسلام کی تعلیمات میں تلاش کرتا ہے اس جنون کی کوئی حد ہے۔ کہ شارع کی عظمت کو اس کی شرع سے گھٹانے کی کوشش کی جائے۔ سب کو تجربہ ہو چکا ہے کہ آوارہ تعلیم گاہوں کے طلبا نے قبلہ کی طرف سے کس طرح منہ پھیر کر اپنی توجہات تعبد کو راشٹریہ پوجا کی طرف پھیر لیا۔ ... حسین نے مکہ چھوڑا۔ اور یہاں کان لگا کر [illegible] سن لیں کہ صدر المدرسین نے مدینہ چھوڑا اور بالکل چھوڑ دیا اور دشمنان حرمین سے رشتہ جوڑا۔ اب قرآن شریف اس لئے پڑھایا جاتا ہے۔ کہ مسلمانوں سے کوئی تعلق نہ رہے۔ حدیث شریف میں ان کو یہی نظر آتا ہے۔ کہ غیروں کے ہاتھ بکنا ہی اسلام ہے۔ ایسی غیر ذمہ دارانہ تعلیم سے جہالت ہزار درجہ بہتر ہے کیسی ناپاک تعلیم ہے۔ جو پاکستان کے تصور سے لرز اٹھے اور پاکستان میں جس کو اپنی زندگی محال نظر آئے اسلامی تلوار کی آزادی میں اپنی موت معلوم ہو۔ کیا سنیوں کی سنیت اور مسلمانوں کی اسلامی غیرت اس قومی و دینی جرم کو برداشت کر سکتی ہے۔ کہ ایسی درسگاہ کو مدد دے کر اس کو زندہ رکھا جائے، ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ملک میں صحیح تعلیم کے اداروں کی بڑی تعداد ہے۔ ہر ہر صوبہ میں کامل النصاب مدارس بکثرت موجود ہیں۔ اور ماشاء اللہ خوب کام کر رہے ہیں۔ صدہا علمار سالانہ ان سے فیضیاب ہو کر ہدایت و ارشاد خلق کی خدمتیں انجام دیتے ہیں۔ درس افتا وعظ، مناظرہ۔ دینی تبلیغ کی مساعی میں مصروف رہتے ہیں یہ کام حقیقی نہ ہوتیں۔ اور یہ مدارس سرگرم عمل نہ ہو سکتے تو دین [illegible] ترقی کرتی۔ اور مذہب کے جاننے والے پیدا ہو جاتے۔

اور اسلامی اعمال سے دنیا ناواقف ہوجاتی مگر باوجود
اس کثرت کے قابل افسوس اور لائق رنج یہ ہے کہ ان علمی
دینی درسگاہوں میں کوئی نظم وارتباط نہیں ایک کو دوسرے
کی خبر نہیں۔ معیار تعلیم میں ایک ضابطہ نہیں نصاب میں
یکسانیت نہیں۔ طریق تعلیم میں توافق نہیں۔

کاش ایک مرکز سے سب وابستہ ہوں۔ مرکز کی نگرانی
میں ہر صوبہ میں دفتر ہو، ہر ضلع کا ایک تعلیمی انسپکٹر ہو،
ہر جگہ ایک نصاب ہو ایک ہی پرچۂ سوالات کا جواب
ہر مدرسہ کا طالب علم دے۔ ضلع کا مدرسہ تحصیلوں میں
شاخیں کھولے اور تعلیم کو اس طرح گاؤں گاؤں پھیلا
دیا جائے کہ آنیوالی نسل کا ایک فرد بھی جاہل نہ رہ
جائے، اور چونکہ ہر مسلمان کو مسلمان ہوتے ہی صبح سے
شام اور شام سے صبح کرنا ہر ہر منٹ ایک اصولی
انسان کی طرح ہوتا ہے۔ برکت تعلیم سے اگر آن اسلامی
آئین بن جائے تو پھر اس آن کی نہ آن ورستان ہے جس
کو ہم پاکستان کہتے ہیں۔ دینی تعلیم کی وسعت میں انگریزی
دانوں کو لیا جائے، ان کو سہولت بہم پہنچائی جائے ائمہ
مساجد کا ایک نصاب ہو۔ اور کوئی امام بے سند نہ رہ
جائے۔ بچوں کے لئے تبلیغیہ مکاتب کھولے جائیں۔
آسان زبان میں دین کی تعلیم کے لئے کتابیں تصنیف
ہوں، اور ہر تصنیف پر "جمہوریت اسلامیہ" کی نگرانی
ہو۔ وہی کتاب سنی پڑھے جس پر "جمہوریت اسلامیہ" کی
تصدیق ہو۔ علوم جدیدہ کو عربی و اردو زبان میں لایا
جائے اور علماء اُن سے واقف کئے جائیں سیاسیات،
اقتصادیات تاریخ وغیرہ کا مستقل کورس ہو۔ سنی
لائبریری، سنی مدرسہ سنی سکول سنی کالج سنی
یونیورسٹی دین و دنیا کی حامل بن جائے۔ اخلاص سے ایسے
دل و دماغ پیدا کئے جائیں جو صدق و صفا، علم و وفا
شرم وحیا، جود وسخا، دستگیری سے بھرا اپنوں پر

مذاہب میں سبقت کا جذبہ رکھتے ہوں جن کا جینا مرنا
اللہ کے لئے ہو۔ تو پھر آپ یقین رکھیں کہ خلیج بنگال اور
بحیرۂ ہند کی درمیانی خشکی میں پاکستان ہی پاکستان نظر
آئے جو قوم علم میں، عمل میں، اخلاق میں، پاک ہوجاتی
ہے۔ وہ جہاں قدم رکھتی ہے اس کو پاکستان بنا دیتی ہے۔

حضرات! آپ پر روشن ہے کہ سنیوں کی ساری کمزوریاں
اسی صحیح تعلیم کی کمی کا نتیجہ ہے۔ علم درست طور پر آجائے
تو خود معلوم ہوجائے گا۔ کہ دوسرے ادیان و مذاہب کی
طرح اسلام نہیں ہے کہ کچھ عقائد کچھ خیالات کچھ اوہام
پر اعتماد کرکے اس کا نام دین رکھ لیا جائے۔ اسلام تو
خود حقائق کے اعتراف کے ساتھ اپنے پیرو کو میدان عمل
میں کھڑا کر دیتا ہے۔ عقیدۂ توحید سے لے کر معاد کی تمام
تفصیلات کو اس لئے منواتا ہے کہ جو کچھ مانا ہے اس کو
کرکے دکھا دینا ہے، اسلام انسان کو عملی انسان بناتا ہے
دینداری کی سند حسن کردار پر دیتا ہے صاحب تخت وتاج
ہو۔ یا مسکین ومحتاج سب کے لئے اسلام نے مکمل پروگرام
بنا دیا ہے۔ یہ اسلام کا وسیع روحانی نظام ہے جس نے
خدا کی پرستش کو رکوع و سجود ہی میں محدود نہیں کیا، اور نہ
مسجد ہی کو اس کے لئے خاص کیا ہے۔ بلکہ اسلام سونے
کو جاگنے کو چلنے پھرنے کو جم کر بیٹھنے کو کھانے پینے کو
اہل وعیال کی نگرانی کو، بال بچوں کی پرورش کو صنعت
وحرفت کو کاروبار تجارت کو، مزدوری و محنت کو خلق کی
خدمت کو بزم کو، رزم کو، سب کو عبادت بنا دیا ہے۔ یہ اسلام
نے بتایا ہے۔ کہ عبادت بازاروں میں بھی ہوتی ہے اور
کارزاروں میں بھی ہوتی ہے ارکان صوم وصلوٰۃ، حج وزکوٰۃ
سے بھی ہوتی ہے، اور قلم کی رفتار اور تلوار کی جھنکار سے
بھی ہوتی ہے اور کشتی کے اکھاڑوں میں بھی ہوتی ہے۔ ایک
مسلمان اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں اسلام کی بدولت خدا کو
پوجتا ہے پھر اسلام نے قبائل کے خون کی حفاظت کے

ساتھ ساتھ انسانی بہبودی کا پیغام دیا ہے اور مفروضہ تفاوت مدارج کو میٹ کر اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ فرما کر برتری کا مدار عمل صالح پر رکھ دیا ہے اسلام کے پروگرام کا دنیا کو تجربہ ہو چکا ہے ساری دنیا نے دیکھا کہ اُمتیوں کو استادِ زمانہ بنانے والا، غیر متمدن کو تمدن کا علمبردار کر دینے والا بکریوں کے چرانے والوں اور اونٹ کے گلہ بانوں کو تخت و تاج کا مالک بنا دینے والا نیز انسانوں کے گہوارہ کو دارالامن کر دینے والا اسلام اور صرف اسلام ہے۔

پاکستان کیا ہے۔

میرے دینی رہنماؤ! میں نے عرضداشت میں ابھی ابھی پاکستان کا لفظ استعمال کیا ہے اور پہلے بھی کئی جگہ پاکستان کا لفظ آ چکا ہے ملک میں اس لفظ کا استعمال روزمرہ بن گیا ہے۔ در و دیوار پر "پاکستان زندہ باد" تجاویز کی زبان میں "پاکستان ہمارا حق ہے" نعروں کی گونج میں "پاکستان لے کے رہیں گے" مسجدوں میں، خانقاہوں میں بازاروں میں دیوانوں میں لفظ "پاکستان" لہرا رہا ہے اس لفظ کو جناب کا پنڈت لیڈر بھی استعمال کرتا ہے۔ اور ملک بھر میں ہر لیگی بھی بولتا ہے۔ اور ہم سنیوں کا بھی یہی محاورہ ہو گیا۔ اور جو لفظ مختلف ذہنیتوں کے استعمال میں ہو اُس کے معنی مشکوک ہو جاتے ہیں۔ جب تک بولنے والا اس کو واضح طور پر نہ بتائے پنڈت کا پاکستان وہ ہو گا جس کی مشینری الہ وارا جو گندر سنگھ کے ہاتھ میں ہو گی لیگ کے پاکستان کے متعلق دوسری قوتیں کہتی ہیں کہ اب تک اس نے پاکستان کے معنی نہیں بتائے۔ اور جو بتائے وہ اُلٹے پلٹے ایک دوسرے سے لڑتے جائے اگر یہ صحیح ہے تو لیگ کا ماہی کیا [illegible] کا ذمہ دار ہے لیکن جن سنیوں نے لیگ کے اس پیغام کو قبول کیا ہے

اور جس یقین پر اس مسئلہ میں لیگ کی تائید کرتے پھرتے ہیں وہ صرف اس قدر ہے کہ ہندوستان کے ایک حصہ پر اسلام یعنی قرآن کی آزاد حکومت ہو جس میں غیر مسلم اقلیت کے جان و مال، عزت و آبرو کو حسب الحکم شرع امن دیا جائے ان کو ان کے معاملات کو اُن کے دین پر چھوڑ دیا جائے۔ وہ جانیں اُن کا دھرم جانے ان کو اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ [illegible] سنا دیا جائے اور بجائے جنگ و جدل کے صلح و امن کا اعلان کر دیا جائے۔ ہر انسان اپنے پر امن ہونے پر مطمئن ہو جائے۔ اگر سنیوں کی اس سیدھی سادی تعریف کے سوا لیگ نے کوئی دوسرا راستہ اختیار کیا تو کوئی سنی قبول نہیں کرے گا۔ ان سنیوں نے نہ دستور اساسی پڑھا ہے نہ تجاویز پڑھی ہیں نہ اخبارات کے ہنگامی اداریئے دیکھے ہیں۔ نہ غیر ذمہ داروں کے لیکچر سنے۔ وہ صرف اتنا سمجھ کر قرآنی حکومت اسلامی اقتدار لیگ کا مقصد ہے، اس کے ساتھ ہو گئے ہیں۔ اور ان کو چھوڑ کر لیگ باقی ہی نہیں رہتی۔ اس کے دستور اساسی بھی ہے اور تجاویز متفقہ بھی ہیں۔ لیکن اُن کے لئے کوئی بنیادی شے نہیں ہے جس کو سوچ سمجھ کر ٹھونک بجا کر قبول کیا جائے۔ بلکہ لیگ اُن کے جذبات کی محض ترجمان ہے جس کو وہ ہر معترض سے زیادہ خود سمجھ رہے ہیں۔ خیر یہ تو لیگی زبان میں پاکستان کی بحث تھی۔ لیکن آل انڈیا سنی کانفرنس کا "پاکستان" ایک ایسی خود مختار آزاد حکومت ہے۔ جس میں شریعت اسلامیہ کے مطابق فقہی اصول پر کسی قوم کی نہیں، بلکہ اسلام کی حکومت ہو۔ جس کو مختصر طور پر لیا جائے کہ خلافت راشدہ کا نمونہ ہو۔ ہمارا آرزو ہے کہ ایسی [illegible] زمین [illegible] ہو جائے۔ لیکن اگر عالم اسلامی میں رفتہ رفتہ [illegible] بحصہ تھوڑا تھوڑا کر کے پاکستان بنتا جائے تو اس کو بنایا جائے [illegible] حصہ کے [illegible]

میں حکمت تدبر کیا ہے۔

سنی کیسا پاکستان بنائیں گے۔ اس میں کسی بحث کی گنجائش نہیں، عہد صدیقی کو دیکھ لیا جائے۔ دور فاروقی کی سیر کر لی جائے عثمانی زمانہ کو نظر کے سامنے اسلئے خلافت علویہ کا دیدار کر لیا جائے۔ اسی قسم کا پاکستان بنائیں گے۔ اگر سنیوں کو زندہ رہنے کا اپنے دین کی حفاظت کرنے کا اپنے مستقبل کو سنوارنے کا۔ اپنی قوم کو ہلاکت سے بچانے کا اپنی مسجدوں کو آراستہ کرنے کا اپنی خانقاہوں کو سجانے کا، اپنے اداروں کو درست رکھنے کا بھی دوسری قوموں کی طرح حق ہے اور ضرور ہے تو پھر ہر تنظیم سے زیادہ ضروری سنیوں کے لئے آل انڈیا سنی کانفرنس ہے۔ ہم نے مانا کہ انگریز اب ہندوستان پر حکومت کرنے سے تنگ آگیا ہے۔ اور منافع کے سوا خطروں سے [illegible] دینا چاہتا ہے اور وہ کونسلی حکومت ہندوستان [illegible] دے ڈالنا بھی چاہتا ہے اور مانا کہ یہ دیکھ کر ہندوستان کی اکثریت کے منہ میں پانی بھر آیا ہے اور وہ [illegible] غیر سے اس حق کو حاصل کرنا چاہتا ہے اور مانا کہ اس جواب بھی رہ گیا ہے کہ قانون حسین کو مسلمان کہتے ہیں کو بکھرا کر دے اکثریت کے رام لال [illegible] خواب کو شرمندۂ تعبیر ہوش دیا جائے۔ اور مانا کہ مسلم لیگ ہی لیگ میں ہے۔ اور یہ بھی بالفرض مانا کہ مسلم لیگ کے سوا [illegible] حاضری یا لیڈروں اور معاندین کا کوئی جواب نہیں۔ لیکن پھر بھی سنی مسلمانوں کو اپنی ملی تنظیم کی آج اسی قدر حاجت ہے جس قدر پہلے تھی۔ ہم سے مسلم لیگ کو اسی کی امید رکھنی چاہیئے۔ کہ اس کا جو قدم سنیوں کے سمجھے ہوئے پاکستان کے حق میں ہوگا۔ اور اس کے جس پیغام میں اسلام و مسلمین کا نفع ہوگا۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کی تائید اسی کو بیدریغ حاصل ہوگی اور دینی امور میں ہاتھ لگانے سے پہلے آل انڈیا سنی کانفرنس کی

تمہید اسی کو بیدریغ حاصل ہوگی۔ اور دینی امور میں ہاتھ لگانے سے پہلے آل انڈیا سنی کانفرنس کی رہنمائی اس کو قبول کرنی پڑے گی۔ اور ضرور کرنی پڑے گی۔

دنیا کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ جس طبقہ نے عالمگیر و جہانگیر کی تلواروں پر حکومت کی عباسیوں کی جلالت پر اپنے اقتدار کا پرچم لہرایا۔ یعنی علمائے حق وہ نہ کسی مغرور کے دبائے دبتے ہیں۔ نہ کسی شکی وہمی سے الجھتے ہیں۔ نہ کسی بدزبان بے لگام کو پرکاہ برابر سمجھتے ہیں۔ وہ صرف اپنے خدا سے ڈرتے ہیں۔ حق گو ہیں حق پرست ہیں۔ اور صرف حق کا اقتدار چاہتے ہیں۔

اے ہمارے شفا بخشنے والے حکماء اسلام ہم نے اپنی بیماریاں بیان کر دیں۔ اور بیماریوں نے اس قدر نڈھال کر دیا ہے۔ کہ ہم تھک گئے ہیں۔ اور ہماری بیماریوں کا بہت کچھ بیان رہ گیا ہے۔ آپکی انگلیاں ہماری نبض پر ہیں۔ آپ کی حذاقت نے ہم کو بھانپ لیا ہے۔ جو ہم نے کہا وہ بھی اور جو نہیں کہا وہ بھی آپ کی فراست کے سامنے ہے للہ ہمارا علاج کیجیئے۔ اپنے رسول پاک کا صدقہ ہمارا مداوا کیجئے۔ غوث کے نام کی بھیک دیجئے خواجہ کے طفیل خبر لیجئے۔ نقشبند کی سرکار کا صدقہ دیجئے۔

ہائے ہم تو اس قابل بھی نہیں کہ آپ کو رسمی طور پر بھی کہہ سکیں کہ ہماری خادمانہ فروگذاشتوں کو معاف کیجئے۔ یہ وہ کیجئے۔ جو کچھ تو خدمت کر سکے ہم نے تو آپ کو اس شرط پر زحمت دی کہ اپنا راشن اپنے ساتھ لائیے۔ ہم شرم کے مارے اپنے سر جھکائے ہوئے آپکی وفاداری کا عہد کرتے ہوئے آپ کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ اور اپنی مجلس استقبالیہ کے مخلص دانشوروں کے لئے درخواست دعا کے ساتھ خاموش ہوتے ہیں۔

اور ہماری یہ خاموشی آپکے کریمانہ اخلاق کا اعتراف اور اپنی مجبوریوں پر رحم کی بہزار ادب درخواست ہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپکا وفادار فقیر اشرفی وگدائے جیلانی ابوالمحامد سید محمد غفرلہ کچھوچھوی
صدر مجلس استقبالیہ آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس ۲۷ اپریل ۱۹۴۶ء

خطبۂ صدارت آل انڈیا سنّی کانفرنس اجمیر شریف ۱۹۴۶ء

۵ و ۶ رجب المرجب ۱۳۶۵ھ کو آل انڈیا سنی کانفرنس کے اسپیشل اجلاس مسجد شاہجہانی واقع درگاہ معلیٰ اجمیر شریف میں حضرت عالی درجت سراپا برکت مرجع المشائخ والاکابر رامین شاہ وگدا دیوان سید شاہ آل رسول علی خاں صاحب (دامت برکاتہم) سجادہ نشین درگاہ عالم پناہ خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی دعوت اور ہدایت کے ماتحت ہوئے تھے۔ جن کا ایک نشست میں خود حضرت ممدوح مدظلہٗ نے مسند صدارت کو عزت بخشی، اسی اجلاس میں فرزند رسول جگر گوشۂ بتول، عالم نبیل، فاضل جلیل رئیس المتکلمین حضرت مولانا الحاج المولوی السید الشاہ سید محمد صاحب محدث اعظم ہند کچھوچھوی قدس سرہٗ صدر آل انڈیا سنی کانفرنس نے یہ نفیس خطبۂ صدارت ارشاد فرمایا تھا۔

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد

مشائخ کرام، علمائے اعلام و برادران اسلام! اللہ اللہ کیسی مبارک گھڑی اور کیسا مقدس مقام اور کس قدر بلند مقصد آج اس وقت میسر ہے کہ اگر اسی ساعت حیات کی برکتیں تمام زندگی کے لمحات کو تقسیم کر دی جائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم سب کا بیڑا پار ہو جائے یہ شاہجہانی مسجد ہے جس کی بنیاد سے لے کر چوٹی تک جدھر نظر کیجیے۔ تو اس عقیدت مندی کی نفاست وشفافت وسفید جھلک موجود ہے جو ہمارے تخت وتاج والے حکمرانوں کو دلق وگلیم والے فرمانرواؤں سے تھی۔ لال قلعہ دہلی کے تخت طاؤسی پر جو سب سے اونچا نظر آتا تھا۔ وہ سب سے زیادہ جھکنے والا اور جھکانے والا خاک پاک اجمیر میں دکھائی پڑتا تھا۔ سلطان السلاطین وشہنشاہ کا لقب خواجہ خواجگان کی جاروب کشی نے بخشا تھا۔ خزانۂ عامرہ والے لعل وجواہر گدڑی والوں سے مانگ کر لے جاتے تھے۔ نبرد آزماؤں کی تلواریں گوشہ نشینوں کی چوکھٹ پر تیز کی جاتی تھیں، کلغی والوں کی کلغیاں ننگے تلوے والوں کے تلوے چوما کرتی تھیں

آنکھ والوں کے لئے سرمۂ سعادت، بصیرت والوں کی خاک پاپوشی تھیں۔ تدبیر والوں کی تقدیریں دعا والوں کی دعاؤں سے سنواری جاتی تھیں

آج رجب شریف کی چھٹی شب ہے ہندوستان بھر میں چشتی عید ہے، یار حقیقی سے وصال خواجہ کی تاریخ ہے۔ عرس شریف کا دن ہے۔ خواجہ بزرگ کی یادگار ہے قرآن کریم کی زبان میں ایام اللہ میں سے ایک شمار یہ ہے وحی الٰہی کی شہادت ہے کہ خاصان حق و مقبولان درگاہ مطلق کا یوم ولادت ویوم وصال ویوم حشر تعین تاریخ کے ساتھ لاہوتی سلامتیوں اور ربانی رحمتوں کی بارش لایا کرتے ہیں۔ اسیران نفس ومعصیت کو رہائی دی جاتی ہے اپنے رب سے ملنے والے بے حساب پاتے ہیں۔ اور بے تحاشا بانٹتے ہیں۔ کمائی والے زیادہ سے زیادہ اجرتیں حاصل کرتے اور اپنے وابستگان کو عطا فرماتے رہتے ہیں۔ ان بے شمار نعمتوں میں سے یہی ایک کیا کم ہے کہ آنکھیں ملتی ہیں۔ آنکھوں کو بینائی ملتی ہے بینائی کو تیزی بخشی جاتی ہے۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی کا صدقہ ملتا ہے اسلام کی کھلی ہوئی تیز نگاہی

کم [illegible] تاریخ ہمارے سامنے ہے۔ انھوں نے [illegible] پانی مٹی ہوا کو دیکھا تو آنکھیں [illegible] اور حقیقت تک باریاب نہ ہو سکیں۔ عقلیں [illegible] ہوشمندی ڈوب کر مر گئی۔ انسانی شرافت خاک میں اور فہم و فراست ہوا ہو گئی۔ آسمان کی طرف آنکھیں اٹھائیں تو چاند سورج اور ستاروں آگے نہ بڑھیں۔ اور چکا چوند ہو کر رہ گئیں۔ یہ آتش پرستی اور گنگا پوجا یہ بت پرستی یہ بھاری اوہام نگاہوں کی کمزوریاں نہیں تو کیا بلا ہیں۔ چندر ما پوجا۔ سورج پوجا۔ گرہن پوجا اور ستاروں کی پرستش اندھاپن نہیں تو اور کونسی لعنت ہے؟ لیکن اسلام کی تیز نگاہی [illegible] آثار کو دیکھا اور مقصد کا یقین آیا۔ افعال سامنے آئے۔ اور فعال لما یرید کی قدرتیں نظر آنے لگیں۔ صفات کی تجلیات نے ذات کی طلب پیدا کر دی اجرام فلکیت کے پردے چاک کر دیے استحالہ خرق والتیام سے نظریہ کا استہزاء کر دیا۔ اور جاتے جاتے نگاہیں حقیقت تک پہنچ گئیں۔ پیدا یہ جمال کعبہ جس کے ہجر میں آج تک یہ فرش اور عرش عظیم کی بینائیاں جس کی اب بھی جویاں ہیں۔ اسلامی آنکھ نے لذت دید میں سرشار ہو کر اس کو اپنے دل میں رکھ لیا۔

یہ اُس اسلامی تیز نگاہی کی کرامت ہے کہ خواجہ خلوت کدہ قبر میں پردہ نشین ہو۔ قبر کو تعویذ قبر نے چھپایا تعویذ قبر [illegible] کی خوبصورت اوڑھ لی۔ اب جب یہ سب کچھ چھپ گیا [illegible] آنکھ نے [illegible] کسی [illegible] ڈالے خواجہ [illegible] نہ کی تعویذ قبر پر رکھ دیے [illegible] غلاف قبر کو سر پر رکھنے والے [illegible] والوں [illegible] لا الہ الا اللہ [illegible] اگر پیش [illegible]

نگاہ نہیں تو قبر میں کیا دھرا ہے یہ وہابیت کا اندھاپن ہے۔ کہ ٹٹولتے ٹٹولتے قبر تک پہنچی تو خاک پتھر کے سوا کچھ ہاتھ نہ لگا۔ اور محروم القلبی ہو کر رہ گئی۔ اور یہ اسلام کی تیز نگاہی ہے کہ قبر کو مقبور سے نسبت بخشی کفار کی قبروں کو اکھاڑ دینے کی اجازت دی۔ کہ کفر و کفار کو کسی احترام کا حق نہیں۔ مومن کی قبر پر اُس آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قدم پاک رکھنا گوارا نہ فرمایا جس کے تلووں کے نیچے ایمان والوں کی جنتیں ہیں تو پھر مقبولان بارگاہ کی قبروں کا کتنا رتبہ ہوا یعنی وہابیت کہتی ہے۔ کہ قبر کو دیکھو اور اسلام کہتا ہے کہ مقبور کو دیکھو۔

یہ تو ہم مسلمانوں کا روزمرہ ہے کہ قرآن شریف کو تلاوت کے لئے لیا اور پہلے جزدان کو چوم لیا پھر جلد کو چوما اور پھر کھول کر تلاوت میں لگ گئے۔ یہ جزدان کے کپڑے کو نہیں چوما۔ یہ جلد کے چمڑے کو نہیں چوما بلکہ جزدان کے اندر جلد میں چومنے کے قابل چیز ہم کو پہلے ہی سے نظر آ گئی ہے اُس کو چوم لیا دال کو نہیں چوما مدلول کو چوما یا مدلول سے دال کی جو نسبت ہے اُس کو چوما۔ ہاں ہاں غلاف قبر کو کوئی نہیں چومتا اُس کی اُس نسبت کو چومتا ہے۔ جو مقبور سے اُس کو حاصل ہے۔

ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا۔ کہ یہیں کتنا مقدس مقام اور کس قدر اہم ایوان اور کتنی خاص تاریخ میسر ہے زمان و مکان کی شرافت پوری پوری موجود ہے۔ اور بعونہٖ تعالیٰ اخوان کی شرط بھی موجود ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم گنہگار نہیں یقیناً ہیں [illegible] لیکن اہل [illegible] کہتے ہیں۔ کہ ہم باغی نہیں ہم غدار نہیں۔

زمانہ میں روشنی کے نام پر الحاد کی تاریک آندھیاں چلیں دنیا فروشوں نے دین کے نام کو پیٹ کا دھندا بنایا [illegible] فروشی کا بازار گرم ہے۔ ضمیر فروشی اور قوم فروشی کا بلیک مارکیٹ ہمارے ملک کی زندگی بھی آزاد ہے۔

نام دارالعلوم رکھا اور کام ویدا مندر کا کیا۔ نام پوچھو تو احرار بتائیں اور کام دیکھو تو غلاموں کی غلامی پر اترائیں یا رسول اللہ سن کر گھبرائیں اور "بندے ماترم" کا ترانہ گائیں۔ نعرہ تکبیر سے الجھیں اور اپنے باپو کی جے منائیں مسلمانوں بیزار اور مشرکوں کے علمبردار ابتو تعند کا رنگ ایسا چڑھا ہے کہ پہچاننا دشوار ہے۔ کہ مولوی جی ہیں یا مالوی جی ہیں سب گڈمڈ ہے۔ مگر اے خواجہ تیری خواجگی کے قربان کہ تیرے مست تیرے ہی رہے تیری تعلیم تیرے پیغام سے ایک انچ نہ ہٹے چودہ سو برس کی پرانی لکیر کے فقیر بنے رہے۔ شرک کے پاؤں پر توحید کو کھڑا نہیں کیا۔ اور کسی قیمت پر اپنے دین کو نہیں بیچا نہ یورپ کی چال ان پر چلی، نہ اکثریت کی سرمایہ داری کا جال ان کو پھانس سکا۔ یہ خواجہ کی دہائی دینے والے یہ میلاد و قیام والے، یہ نعرۂ تکبیر و نعرۂ رسالت والے اسی مقام پر رہے جہاں خواجہ [illegible] نے ان کو کھڑا کر دیا ہے۔ ہیں دیکھ [illegible] کیسے ستھرے خواجہ والے غوث والے اخوان [illegible] ہیں۔

اور اللہ تعالے کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمارا مقصد بھی نہایت بلند پایہ ہے آج [illegible] مقصد ہے جو چشت کے خواجہ کو صدیوں پہلے [illegible] چکا ہے جس سے جیلان والے غوث کو بغداد پہنچایا ہے۔ جس کے لئے اللہ کا حبیب مکہ سے مدینہ [illegible] سے فاتحانہ شان کے ساتھ مکہ پہنچا۔ جس مقصد کا [illegible] دین نام خدا کے دین کے پیغام اور اس دینداری کی [illegible] [illegible] کو [illegible] اور اسلام کے پرچم کو آزاد [illegible] کرنا اور [illegible] آبادی کو [illegible] پاکستان بنانا ہے

[illegible] میرے [illegible] اپنے [illegible] کے اللہ اور آپ کے رسول اور [illegible] کے خلاف

اکھاڑے بنے تو نہ گستاخوں کے جبہ و دستار سے ڈرے اور نہ ریش کی آرائش [illegible] مرعوب ہوئے۔ اور صرف اس لئے ان کو چھوڑ دیا کہ ان کے چھونے سے [illegible] آپ کا دامن چھوٹا جاتا تھا۔ جو کسی طرح قابل برداشت نہ تھا۔ [illegible] ایک نیکی کام آئی اور اسی وفاداری پر خواجہ کو رحم آ گیا۔ کیونکہ [illegible] ہندوستان [illegible] ولی الہند ہی کی کرامت ہے کہ ہمارے ان [illegible] کو رہنمائی کی مسند زبانی دعوں سے نہیں ملی [illegible] کمزوریوں پر نہیں بلکہ اپنے بازوؤں کی قوت پر بیٹھے تھے۔ وہ یہ ہما کرتا ہی ہے یہی ہمارے پیر، ہمارے علماء اہل سنت و جماعت سارے پیر خانقاہوں کی چہار دیواریوں سے نکل پڑے اور میدان میں ڈٹ گئے۔ سارے علماء مدرسوں سے باہر بھی آ کر کھڑے ہو گئے۔ اور ارادہ کر لیا نو کروڑ سنیوں میں رہ کے ہوئے کو منایا جائے۔ ان کو تبلیغ بنا کر ذمہ داری دی جائے کہ دنیا سے پہلے تی کس دیش نہیں [illegible] ایک غیر مسلم کو مسلمان کرنا ہے۔ ان کو تعلیم دین سے آراستہ کر کے ان کے [illegible] کو ان کے اخلاق کو پاک کر دینا ہے تاکہ جہاں وہ قدم رکھیں پاکستان ہو جائے۔ اب ایسے مدارس ناقابل برداشت ہیں۔ جو سنیوں کی جیب پر ڈاکہ ڈالیں اور سنیوں کے مفاد سے لڑتے رہیں۔ اور سنیوں میں انتشار پیدا کریں۔ اب تمام سنی مدارس کو ایک نظام میں لا کر ان میں تعلیم و تربیت کی یکسانیت پیدا کرنے کے لئے دارالقضا دارالافتا، سب کو مرکزی [illegible] سے چلایا ہے خانقاہوں کو آراستہ کرنا ہے۔ اور ان [illegible] تبلیغ و تعلیم کی روح پھونکنی ہے۔ المشائخ کا مقصد تنظیمی واحدہ کر کے دکھانا ہے۔ ان پاکوں کا پاک عزم ہے کہ رفتہ رفتہ ہندوستان کو پاکستان بنا کر دکھانا ہے۔

یہی علماء و مشائخ اور ان کے برگزیدہ عوام اور ارادے ہیں جن کا نام آل انڈیا سنی کانفرنس یا جمہوریت

اسلامیہ ہے۔ اور جس میں اس وقت تک صرف علماء و مشائخ کی تعداد بیس ہزار سے زیادہ ہے اور اُسی سُنی کانفرنس کا آج خواجہ کی چوکھٹ پر جلسہ صرف اپنے خواجہ کے حضور حلف وفاداری اُٹھانے کا ہے۔

میرے سُنی بھائیو! اب ہم پر حجت الٰہیہ ختم ہو چکی اور اگر ہم ان رہنماؤں سے بچھڑ گئے تو میدان حشر میں ہمارے پاس کوئی جواب نہ ہوگا۔ ہمارے جگانے والے پکار رہے ہیں۔ کہ سنیو! جاگو جاگو" ہمارے ہوشیار کرنے والے آواز دے رہے ہیں۔ کہ سُنیو! ہوشیار، خبردار"۔ ہمیں ترقی دینے والے بلا رہے ہیں آؤ بڑھے چلے آؤ"!

اے سُنی بھائیو! اے مصطفٰے کے لشکریو! اے خواجہ کے مستو اب تم کیوں سوچو۔ کہ سوچنے والے تو ہماں آگئے اور تم کیوں رکو کہ چلانے والی طاقت خود آگئی۔ اب بحث کی لعنت چھوڑو اب غفلت کے جرم سے باز آؤ اُٹھ پڑو۔ کھڑے ہو جاؤ۔ چلے چلو۔ ایک منٹ بھی نہ رکو۔ پاکستان بنالو تو جا کر دم لو۔ کہ یہ کام اے سُنیو! سُن لو کہ صرف تمہارا ہے۔

حضرات! میں نے بار بار پاکستان کا نام لیا ہے اور آخر میں صاف کہہ دیا ہے کہ پاکستان بنانا صرف سُنیوں کا کام ہے اور پاکستان کی تعمیر آل انڈیا سُنی کانفرنس ہی کرے گی۔ اس میں سے کوئی بات بھی نہ مبالغہ ہے۔ نہ شاعری ہے اور نہ سُنی کانفرنس سے غلو کی بنا پر ہے پاکستان کا نام بار بار لینا جس قدر ناپاکوں کو چڑھے اسی قدر پاکوں کا وظیفہ ہے اور اپنا وظیفہ سُنیوں سوتے جاگتے اُٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے پورا نہیں کرتا اب رہا پاکستان کار سُنیاں است۔ یہ ملک کی کسی سیاسی جماعت سے تصادم کے لئے نہیں کہا ہے۔ بلکہ ایک حقیقت ہے اس کا اظہار بلا خوف

نومتر لائم کر دیا ہے۔ اول تو مسلم لیگ کے سوا کوئی ٹولی ایسی نہیں جو پاکستان سے ساتھ لفظی موافقت بھی رکھتی ہو۔ الکفر ملۃ واحدۃ سارے ناپاکوں نے اپنے اندر بے شمار اختلافات رکھتے ہوئے پاکستان کے خلاف صف آرائی کرلی ہے۔ اور مسلم لیگ میں پاکستان کا پیغام کس سے پہنچا اور لوگوں نے مسلم لیگ کا عقیدہ اس کو بنایا۔ اگر تاریخی طور دیکھا جائے گا تو وہ صرف سُنی ہیں۔ پاکستان سے معنی اسلامی قرآنی آزاد حکومت ہے۔ مسلم لیگ سے ہمارے سُنی کانفرنس کی مجلس عاملہ کے رکن حضرت سید شاہ زین الحسنات صاحب سجادہ نشین مانکی شریف (سرحد) نے لکھوالیا ہے کہ اگر ایکدم سارے سُنی مسلم لیگ سے نکل جائیں تو کوئی مجھے بتا دے۔ کہ مسلم لیگ کس کو کہا جائے گا اُس کا دفتر کہاں رہے گا۔ اور اُس کا جھنڈا سارے ملک میں کون اُٹھائے گا۔

اس کے بعد حضرت محدث صاحب قبلہ صدر آل انڈیا سُنی کانفرنس نے حسب فرمائش اراکین وحاضرین اُس معرکۃ الآرا خطبہ صدارت کے چند اقتباسات سنائے جو آل انڈیا سُنی کانفرنس کے اجلاس بنارس میں مقبول خاص وعام ہو چکا تھا۔ اور فرمایا کہ

میں اپنے سُنی بھائیوں کو آخر میں پر زور دعوت دیتا ہوں کہ زندگی کی پہلی فرصت میں سُنی جھنڈے کے نیچے آجائیں۔ جس کا سبز رنگ قبۂ خضرا کی سرسبزی سے ماخوذ ہے اور جس کا ہلال بدر کامل ہونے کی تڑپ رکھتا ہے اور جس کی چمک اپنے آغوش میں اُس سبز گنبد کو لئے ہے جس کے سایہ میں دین اور دنیا کی بھلائی قدرت نے رکھی ہے اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

فقیر ابوالمحامد سید محمد غفرلہٗ اشرفی جیلانی صدر آل انڈیا سُنی کانفرنس

مقالاتِ خصوصی ایڈیشن

تحریر مدیر مسئول

ابوالمخدوم سید صوفی صابر اللہ شاہ اشرفی نعیمی علیہ الرحمۃ

بانیٔ ادارہ

نعیمیہ رضویہ سوادِ اعظم والٹن لاہور

جن کا سالانہ عرس ۲۲ اکتوبر کو لاہور میں ہو رہا ہے

پاکستان میں آنے کے بعد حضرت صدرالافاضل کے ماہنامہ السواد اعظم کو دوبارہ زندہ کرنے کا ارادہ فرمایا تو اپنے بڑے صاحبزادے کو اس کام کے لئے منتخب فرمایا اور ادارہ کا نام ادارہ نعیمیہ رضویہ سواد اعظم تجویز فرمایا اور پھر سواد اعظم کا ۱۹۵۸ء میں اجرا کر کے مدیر اعلیٰ اپنے صاحبزادہ کلاں کو مدیر نائب مدیر اپنے صاحبزادہ خورد (غلام قطب الدین نعیمی) موجودہ مدیر اعلیٰ کو منتخب کر کے خود ان کی کتابت فرما دیا کرتے۔ بڑے صاحبزادے کی وصال کے بعد سواد اعظم کی ادارت اپنے چھوٹے صاحبزادے کے سپرد کئے رکھی۔ جو کہ ایک نئے عزم کے ساتھ ماہ جنوری سے نئی شکل و صورت سے بنا سنوار کر میدانِ صحافت میں انقلابی قدم رکھ رہا ہے اور وہ نایاب مضامین جو مرادآباد کے سوادِ اعظم سے ایک اقتباس کی صورت میں وقت کی ضرورت کے مطابق پیش ہوں گے۔ اور یہ ادارہ ایک دارالتصنیف سواد اعظم قیام عمل میں لا رہا ہے یہ انقلابی قدم خدا اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھروسے پر اٹھایا جا رہا ہے۔ نامساعد حالات کے باوجود ہماری راہ میں دنیا کی کوئی طاقت حائل ہو کے ثبات کو لغزش نہیں دے سکتی انشاء اللہ

آپ کا وطن مالوف

آپ کے آباء و اجداد نے افغانستان سے ہجرت کر کے مرادآباد میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ آپ کی ولادت باسعادت بھی مرادآباد میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا شاہ سید پیر خدا بخش مجددی چشتی، فخری نظامی کا کاخیلی سادات سے تھے۔ جو کہ حضرت صدرالافاضل کے اس قدر معتقد تھے۔ کہ اپنے لختِ جگر کے خاکپائے صدرالافاضل ہونے کو اپنا فخر سمجھتے تھے۔ انہوں نے اپنے اس اکلوتے لاڈلے لختِ جگر کو بڑے ناز و نعم سے پالا

اس کے بعد ضروری تعلیم خود گھر پر دی دینی علوم حاصل کئے حضرت صدرالافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہٗ کی صحبت اور تلمذ سے فیض حاصل کرنے کا موقع ملا۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ جب کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی سیاست اور عقیدت کا مرکز ترکی کی خلافت تھی۔ علی برادران کی صدرالافاضل کے دستِ حق پرست پر توبہ کرنے کے حسینی شاہد تھے۔ اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ کے بڑے جان نثار عقیدت مندوں میں سے تھے

حلیہ شریف

متوسط قد سے لمبا قد صحت مند جسم گندمی رنگت

چہرہ نورانی۔ آنکھیں دلکش اور دونوں ابروؤں کے درمیان
سرخ حلقہ رنگ دار چہرہ پیشانی چوڑی ناک سیدھی
ابھرے ہوئے ہونٹ دہانہ کشادہ دانت آپ تک
سلامت تک خوبصورت داڑھی یک مشت تین انگل
اور بھری ہوئی۔ سر کے بال مونڈے ہوئے سینہ
قدرے کشادہ ہڈیاں ابھری ہوئی گردن سیدھی
ابھری ہوئی گردن سے ناف تک کا حصہ بالکل سیدھا
اور لمبا آخری وقت قدرے جھک چکی تھی۔ کان
درمیانی ٹانگیں لمبی، پاؤں درمیانے سر مبارک
گول اور بڑا آواز بہت بڑی گرجدار بال سفید۔
جسم دیکھنے والا، ورطہ حیرت میں پڑ جاتا کہ یہ
بظاہر بیمار نہ تھے۔ البتہ جب جگر اور معدہ کے
مریض ہوں۔ کہ وہ دماغی کام کرنے سے عموماً خراب
رہتے ہیں۔ زبان صاف اردو شائستہ مادری
زبان اردو۔ حافظہ درست یادداشت بھی خاصی
کلام اپنا نستعلیق۔ قلم میں روانی کتابت کے
قابل۔ امامت کے حامل۔

زندگی کے دوران

آپ کی عمر شریف تقریباً ۸۰ سال ہڈیاں بوڑھی
ہو چکی تھیں۔ مگر اہل سنت کے لئے ہمہ وقت جواں
ہمت تھے۔ بصارت بھی کم ہوئی تھی لیکن دل کی
بصیرت تیز تر آخری وقت میں کمر میں خم آچکا تھا۔
مگر زندگی میں استواری حقیقت۔ شریعت۔ طریقت
معرفت کی سیدھی راہوں پر ہمیشہ چلتے رہے اور متعدد
چاق و چوبند نظر آتے رہے۔ شعر و شاعری میں
خاص شغف تھا۔ کلام دلی جذبات کا ترجمان ہوتا
ادبیانہ رنگ کم تصوف زیادہ بولتے تھے۔ تو زندگی
بولتی نظر آتی تھی۔ آواز میں مردانہ وقار تھا۔ لہجہ
میں دہلی والوں کا انداز تھا۔ الفاظ نہایت موزوں
اور سادہ انتخاب ہوتا تھا۔ جہاں رکنا چاہتے رکتے
جہاں ٹھہرتے خود۔ اگرچہ ادیب نہ تھے۔ لیکن ادیبوں
سے رجوع کرتے اہل زبان تھے۔ ہمہ دان تھے۔ قدر بھی
بڑے کی پرکھنے کی صلاحیت رکھتے۔ کوئی شعر

حضرت شاہ جمال نمبر۔ ایک تاریخی دستاویز

ادارہ سواد اعظم حضرت سید بابا شاہ جمال رحمۃ اللہ (اچھرہ لاہور) کے ممتاز بزرگ کے تاریخی عرس
مبارک کے خاص موقع پر ایک تاریخی عرس مبارک کے خاص موقع پر ایک تاریخی اور دستاویزی ایڈیشن
شائع کرے گا۔ ابھی کئی ماہ کا فاصلہ ہے اس لئے اہل قلم حضرات سے گذارش ہے کہ وہ معلوماتی شواہد
و نگارشات جمع کر کے دفتر سواد اعظم کو روانہ کر دیں۔ اور اگر کسی کرم فرما کے پاس حضرت شاہ جمال علیہ رحمۃ
پر مقالہ، تاریخی معلومات۔ نظم۔ منقبت۔ کرامات و تصریحات وغیرہ کتابی شکل میں یا یادداشت علمی طور
پر محفوظ ہوں تو ہمیں عاریتاً بھیج دیں ادارہ سواد اعظم استفادہ کر کے آپ کو شکریہ کے ساتھ واپس کر دے گا

پتہ نوٹ فرمالیں:۔ صاحبزادہ غلام قطب الدین نعیمی۔ ناظم اعلیٰ ادارہ نعیمیہ رضویہ سواد اعظم
مدینہ کالونی سواد اعظم منزل والٹن سکول لاہور

غلام قطب الدین نعیمی نے اعلیٰ [illegible]

شریعت کے خلاف نہ خود کہتے اور نہ دوسروں کو کہنے دیتے قرآن و حدیث اور علم شریعت کی کھلی ہوئی کتاب تھے۔ جو کبھی نہ ختم ہوتی۔ اور روز ایک باب ہی اضافہ کرتی۔ شروع شروع میں سیاست میں حصہ لیا کرتے تھے۔ لیکن میلان طبع مذہبی تبلیغ کے دلدادہ اور اعلیٰ حضرت حضرت مجدد مأۃ حاضرہ کے مسلک کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔ علمی اور ادبی سرگرمیوں سے بھی دور نہ تھے۔ لیکن آپ کا ہر کام ہر رنگ حضرت صدر الافاضل مولانا حکیم سید نعیم الدین قدس سرہٗ کے نقش قدم کے مطابق تھا۔ تقلید کا رنگ رگ رگ میں رچا تھا۔ ان کی بزرگی میں بزرگوں کی شان تھی۔ تبھی وہ خوش پوش خوش وضع اور خوش گفتار سجادہ طریقت معلوم دیتے تھے۔ نماز پنجگانہ کے اس قدر پابند تھے کہ ہر قضا نماز کو جب تک ادا نہ فرما لیتے چین نہ آتا۔ وضو کرتے وقت ہر عضو سات بار دھوتے اور غسل شریف میں نہایت اہتمام و احتیاط فرماتے تقویٰ کا یہ عالم تھا۔ کہ ہر نیا کپڑا خود پاک کر کے پہنتے دھوبی کے دھلے پر اعتبار نہ کرتے اسے بھی پاک کر کے پہنتے۔ آپ کے بستر پر کوئی بے نمازی نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ کسی امام بد عقیدہ یا بلا تحقیق کے پیچھے اقتدا نہ کرتے۔ تخریج تلاوت میں حضور سیدی وسندی امام اہلسنت بیہقی وقت علامہ ابو البرکات سید احمد قادری کے علاوہ کسی کو ترجیح نہ دیتے۔ یہی وجہ ہے آپ نے وصیت فرمائی تھی۔ کہ میری نماز جنازہ ابو البرکات سید صاحب مدظلہ پڑھائیں گے اور اوراد وظائف میں سے فجر کے بعد سورہ واقعہ اور عشر کے بعد دلائل الخیرات بہترین ساتھی تھے۔ حضرت مرحوم و مغفور انقلابی شخصیت کے مالک تھے۔ عالم دین مفکر صاحب ارشاد و تصوف حضرت شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے افکار و مسلک کے مبلغ اور حضرت صدر الافاضل کے ترجمان و معتمد خاص تھے۔

دوش بردار رضا

آپ کو اس بات پر تمام زندگی فخر رہا کہ میں نے اپنے مجدد مأتہ حاضرہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے حیات میں آپ کی سواری اٹھائی۔ آپ نے جزاک اللہ کی صدا بلند فرمائی مجھے ناز ہے میرے کاندھے پر رسول سوارہ ہوا۔

محب صدر الافاضل

آپ صدر الافاضل کے محب و معتمد خاص تھے کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن کی پہلی اشاعت کی صحت و اغلاط کی درستی آپ نے فرمائی صدر الافاضل آپ سے بڑی محبت فرماتے تھے۔ جب تک آپ حسب معمول اور نماز عصر صدر الافاضل کے یہاں تشریف نہ لاتے حضرت بے قرار رہتے۔

خلافت مجاز

آپ کا آبائی نام محمد صابر حسین تھا جو آگے چل کر اپنے پیر و مرشد علیہ الرحمۃ کے خلیفہ مجاز بنے اس بنا پر حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی سجادہ نشین کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد علیہ الرحمۃ نے اپنے دستور کے مطابق خلافت مجاز کے بعد صوفی صابر اللہ شاہ اشرفی کا خطاب عنایت فرمایا آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو ہمیشہ محبت بھری نگاہ سے دیکھا وہ از راہ تمسخر پیر غصہ ور تے تھے۔ کیونکہ آپ کے مزاج میں سخت جلال تھا۔

تاریخی نظم بتاریخ وصال

آہ! عالیمقام علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری قدس سرہٗ

۱۹۷۸ء

مستخرجہ:- مولانا غلام قطب الدین نعیمیؔ مدیر اعلیٰ پندرہ روزہ "سوادِ اعظم" والٹن لاہور

مسلکِ احمد رضا کا ترجماں جاتا رہا
وہ مبلغ وہ مفکر نکتہ داں جاتا رہا

بارشِ انوارِ رحمت قاسمِ علمِ نبی
صاحبِ علم و عمل فقیہہ زماں جاتا رہا

بارگاہِ حضرتِ صدر الافاضل کا چراغ
آہ سراپا پیکرِ نور کہاں جاتا رہا

دیکھ کے جسکے ہوا خلقِ اکابر کا یقیں
وہ شرافت زاد روحِ قدسیاں جاتا رہا

جس کو ورثہ میں ملی تھی نسبت فیضِ رضا
علم و عرفاں کا وہ بحرِ بیکراں جاتا رہا

مسجد و محراب و منبر درسگاہیں علم دیں
حلقیں سنسان ہیں پیرِ مغاں جاتا رہا

جو ابوبکر و عمر عثمان و حیدر پر نثار
وہ غلامِ سرورِ کون و مکاں جاتا رہا

ہر طرف میرے لئے دنیا میں اندھیرے ہے
اس نعیمیؔ وہ حامی جہاں جاتا رہا

قطعہ تاریخ رحلت

وہ کامل و اکمل محدث مفسر
فقیہہ و محقق، خطیب رسالت

سخن مدقق مفکر مدبر
حکیم شریعت، چراغ ہدایت

فدائے ابوبکر و فاروق عثمان
نثارِ نبی واقفِ سرِ وحدت

وکیلِ رضا، قاطعِ اہلِ بدعت
نہ اس سا ملے گا یہ ڈھونڈے گی ملت

یہ تاریخ رحلت نعیمیؔ لکھو
شہِ اولیاء ہیں شہیدِ رسالت

۱۳۹۷ھ

نوٹ:- حضرت علامہ سید ابوالبرکات قدس سرہٗ پر سیر حاصل تبصرہ خصوصی مقالات یوم جہلم کے موقع پر جو ۳۰ ر اکتوبر کو ہوگا۔ پندرہ روزہ سوادِ اعظم کے خصوصی ایڈیشن میں ملاحظہ فرمائیں۔

یا یوں کہیے کہ یہ پیر و مرشد کے خطاب کا اثر تھا۔

آپ کے مریدین و خلفاء

اگرچہ آپ حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی سے خرقۂ خلافت حاصل کئے ہوئے تھے۔ لیکن سلسلہ اشرفی کو زیادہ ترجیح فرماتے تھے۔ آپ کے مریدین اور خلفائے مجاز کا سلسلہ دربھنگہ شریف پانی پت۔ کرنال۔ سیوارہ۔ بہرائچ۔ چاند پور۔ اور ضلع میرٹھ تک پھیلا ہوا تھا۔

آپ کا شاعرانہ کلام

آپ صرف ایک صوفی، ایک پیر، ایک مفکر ایک عالم ہی نہ تھے۔ بلکہ زبردست نعت گو شاعر بھی تھے۔ آپ کی نعت گوئی میں خلوص، محبت ایک درد ایک سوز دل کش انداز پایا جاتا ہے۔ آپ کے کلام کا ہر شعر عشق رسول میں ڈوبا ہوا ہوتا۔ اور سننے والے پر ایک وجد طاری ہو جاتا ہے آپ اپنے کلام میں ذات و صفات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں کمال احتیاط برتتے آپ کی نعت گوئی کو مرکزی حیثیت حاصل ہے تمام عمر باطل کی طاقتوں سے برسر پیکار رہے باطل کے سامنے نہ سر جھکا اور نہ قلم۔

کلیاتِ صابر

حضرت موصوف علیہ الرحمہ کا کلام عنقریب منظر عام پر آرہا ہے۔ جس کی اشاعت کے لئے ایک خاص اہتمام کیا جا رہا ہے اپنے کلام کا نام آپ نے اپنی حیات طیبہ میں ہی کلیات صابر تجویز فرما دیا۔

قیام پاکستان کی جدوجہد

آپ نے حضرت صدر الافاضل کے ایما پر اور آپ کی قیادت عظمیٰ میں جدوجہد آزادی میں بھرپور حصہ لیا۔ بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس میں بڑی سرگرمی دکھائی۔ آپ نے قیام پاکستان کی دشمن تنظیم جمعیت علماء ہند جو کہ کانگریس کی لنگوٹیہ یار ہندوؤں کی آلہ کار جماعت ہے کا مقابلہ کیا۔

آپ کا کمال علم

آپ نے صرف قرآن پاک اپنے محلہ کے ایک حافظ قرآن سے تجوید فرمایا۔ آپ چونکہ بچپن ہی سے ذہین طبع تھے۔ آپ اکثر صدر الافاضل کی کتب کا مطالعہ کرتے معاصر علمائے کرام کی تصانیف کا مطالعہ کر کے معلومات میں بہت اضافہ کر چکے تھے۔

ابتدائے علالت

آج سے دو سال قبل داہنی جانب فالج کا حملہ ہوا۔ فوراً ان کو ہسپتال میں داخل کر دیا گیا طویل علاج کے بعد فارغ کر دیا گیا۔ پھر گھریلو علاج ہوتا رہا۔ جس کے نتیجہ میں چلنے پھرنے اور نماز پڑھنے کے قابل ہو گئے۔ وصال سے چند یوم پہلے آپ بدستور بستر علالت پر پڑ گئے پھر کوئی علاج کارگر نہ ہوا۔

تاریخ وصال

بالآخر ۱۲ دسمبر ۱۹۸۷ء مطابق ۱۹ ذیقعدہ ۱۴۰۸ھ بروز بدھ بوقت ۱۲ بجے شب اس دنیائے فانی سے ملک بقاء کی طرف رحلت فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون آپ کی آخری آرام گاہ قبرستان گلبرگ نزد سیون اپ فیکٹری میں واقع ہے۔

تحریر: مولانا عبدالحلیم اختر شاہجہان پوری

الحاج مفتی علامہ معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت وتربیت

آپ ۲۳ر دسمبر ۱۹۲۳ء کو اس جہان فانی میں رونق افروز ہوئے۔ والد محترم صوفی سید صابر اللہ شاہ صاحب چشتی نظامی اشرفی نعیمی ہیں آپ حضرت سید خدا بخش شاہ صاحب مجددی چشتی فخری علیہ الرحمۃ کی اولاد سے ہیں۔ جو کاکا خیل سادات خاندان کے مشہور و معروف اور صاحب کشف و کرامت بزرگ ہو گذرے ہیں۔ جائے پیدائش مراد آباد ہے۔

معین ملت کے والد محترم کو حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی عقیدت تھی۔ اس حقیقت کو مفتی صاحب مرحوم نے اپنے لفظوں میں بیان فرمایا تھا۔

میرے والد صوفی صابر اللہ شاہ صاحب مدظلہ حضرت اقدس (صدر الافاضل) سے بے پناہ عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ اور کوئی بھی خانگی امر حضرت سے مخفی نہ تھا۔ کوئی بیمار ہو یا کوئی مسئلہ دریافت کرنا ہو۔ سب ہی صرف حضرت ہی پر اعتماد تھا۔ اور ہے (حیات صدر الافاضل) علامہ حکیم مفتی غلام معین الدین نعیمی نے علوم عقلیہ و نقلیہ کا کمال جامعہ نعیمیہ مراد آباد سے پایا۔ باقاعدہ تعلیم کا آغاز دس سال کی عمر سے ہوا، جب کہ ۱۹۳۳ء میں آپ کو جامعہ نعیمیہ مراد آباد داخل کروایا گیا۔ قبل ازیں اپنے والد محترم کے ہمراہ صدر الافاضل کی خدمت میں آپ بھی حاضر ہوا کرتے تھے۔ والد محترم کا اثر اور نگاہ صدر الافاضل کے کمالات کی تاثیر کہ موصوف کا دل حضرت صدر الافاضل کی عقیدت و محبت کا گنجینہ بن گیا۔ حضرت ازراہ کرم و شفقت آپ کو "شاہ جی" کرتے تھے۔

جب جامعہ نعیمیہ میں باقاعدہ تعلیم حاصل کرنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ تو حضرت صدر الافاضل کی بارگاہ میں حاضری باقاعدگی سے ہونے لگی اور عقیدت و محبت کا یہ رشتہ روز بروز بڑھتا ہی گیا۔ اردو فارسی کی تعلیم کے دوران تین سال تک یہی کیفیت رہی۔

۱۹۳۶ء سے آپ کی باقاعدہ عربی تعلیم شروع ہوئی۔ تو حاضری کے مواقع اور بھی زیادہ میسر آنے لگے۔ ہونہار دیکھ کر آپ کے استاد تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی (رح) اکثر آپ کی تعریف کرتے اور شفقت سے پیش آتے تھے۔ موصوف جامعہ نعیمیہ مراد آباد کے مہتمم اور حضرت صدر الافاضل کو ان پر مکمل اعتماد تھا۔

خزائن العرفان کی تصحیح

۱۹۴۰ء میں حضرت صدر الافاضل نے اپنی
خزائن العرفان کو دوبارہ چھپوانے کا ارادہ کیا
ہ و تفسیر کے اصل مسودات کی تصحیح کے کام میں
ا غلام معین الدین نعیمی کو اپنا شریک بنایا
سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ ان بزرگوں
ظر کرم سے موصوف چند سالوں ہی میں علوم
کے کیسے کیسے کو لوٹ کر مالا مال ہو چکے
چنانچہ ۱۹۴۸ء میں جب صدر الافاضل علیہ
ہ کو دوسری دفعہ حبسِ بول کا عارضہ ہوا۔ اور
دان ڈاکٹر حضرات بھی سعی بسیار کے باوجود
ما رہے تو شدتِ مرض کے دوران آپ نے تمام
ہاء اور اپنے مخصوص نیاز مندوں اور اپنے
عزاعوں کی موجودگی میں بڑے صاحبزادے
سید ظفر الدین احمد سے فرمایا۔

مولانا میاں! قرآن کریم کی طباعت مکمل
ہوئی ہے۔ تصحیح کا کام شاہ جی سے مکمل کرانا
ہ یہ میری طرزِ تحریر اور رسم الخط سے خوب
ف ہو گئے ہیں۔ میں تو جوان کو دیتا تھا یہ
سعادت مندی سے لے لیتے تھے۔ لیکن تم ان
ر حال میں راضی رکھنے کی کوشش کرنا اور شاہ
ے ساتھ گجرات سے مفتی احمد یار خان کو بلا
یہ دونوں تفسیر کی طباعت کی تصحیح کرلیں
(حیات صدر الافاضل ص ۱۴۳)

علم طب و حکمت

دورانِ تعلیم آپ نے حضرت صدر الافاضل علیہ
کے حکم سے تحصیل علم طب کا کام کیا اور ۱۹۴۳ء
میں طبیہ واجبیہ کالج لکھنؤ سے "الحکیم الفاضل" کی
سند حاصل کرلی۔ اور اس کے ساتھ ہی علوم دینیہ
کی تمام درسی کتابیں بھی اپنے اساتذہ سے پڑھ چکے
تھے۔ اس کے فوراً بعد آپ بیمار پڑ گئے۔ بیماری کا
سلسلہ ایسا دراز ہوا۔ کہ سات مرتبہ تھوڑے تھوڑے
وقفے سے موتی جھرہ نکلی بعدہٗ فالج گرا جس کا حملہ شدید
تھا۔ مرض کی شدت اور دیرینہ علالت کے باعث
کیفیت یہ تھی۔ کہ کھال کے لفافے میں ہڈیوں کے سوا
اور کچھ محسوس نہ ہوتا تھا۔ زندگی باقی تھی۔ لیکن
بظاہر اس کی کوئی نشانی نظر نہیں آتی تھی۔ دو سال
تک متواتر صاحب فراش رہنے کے بعد آپ کو غسل
صحت نصیب ہوا۔ اس کے بعد ۱۹۴۵ء میں باقاعدہ
طور پر آپ کی دستار بندی ہوئی والحمد للہ علیٰ ذالک

منصرم آل انڈیا سنی کانفرنس

ان دنوں متحدہ ہندوستان میں تحریک پاکستان
زوروں پر تھی۔ حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ جو اس
نظریے کے اصل بانی اور "سنی کانفرنس" کی روح
رواں تھے۔ انہوں نے اپنی مساعی جمیلہ کو تیز سے تیز
کردیا تھا۔ مفتی غلام معین الدین مرحوم سے اس سلسلہ
میں کیا کام لیا گیا۔ خود موصوف کی زبانی ملاحظہ ہو۔

"اسی دوران میں تحریک قیام پاکستان شروع
ہوگئی۔ آپ نے سنی کانفرنس کی تنظیم تیز تر فرمائی اور
ملک میں دورے شروع کردیئے۔ لہذا ناچیز
کو مرکزی دفتر "آل انڈیا سنی کانفرنس" کا منصرم
مقرر کیا۔ تمام مراسلات و مواصلات تعمیل و ترسیل
زر اس خادم کے سپرد ہوئی اور جب ملک میں حضرت
کے دورے قیام پاکستان کے سلسلے میں شروع ہوئے
تو اس خادم کو اپنی خدمت میں ساتھ رکھا۔ (حیات

صدرالافاضل ص (۲۳۱)

۱۹۴۶ء سے ۱۹۴۸ء تک آپ آل انڈیا سنی کانفرنس کے منصرم رہے۔ جب ۱۸ ذوالحجہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۲۳ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو صدرالافاضل اس جہانِ فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف کوچ کر گئے تو آپ کا سارا ہی خاندان اپنے مشفق کی جدائی کے صدمے سے اتنا نڈھال ہوا کہ وہی مراد آباد جو آج تک قلبِ مضطر کی تسکین کا باعث ہوا کرتا تھا۔ اب اسی کے ہر در و دیوار سے وحشت ٹپکتی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔ شہر کی رونق اور گرم بازاری اگرچہ حسبِ معمول تھی۔ لیکن خانوادہ ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہا تھا۔ کیونکہ ؎

ساقی بھی ہے مینا بھی ہے مے بھی ہے گھٹا بھی
گر وہ نہیں تو خاک بھی محفل میں نہیں ہے

جمعیتہ کا اجراء

یہی اضطراب تھا جو ۱۹۵۰ء میں آپ کو پاکستان میں لے آیا۔ لاہور میں قیام کیا۔ حضرت ابوالحسنات سید محمد احمد شاہ قادری رحمتہ اللہ علیہ صدر جمعیتہ العلماء پاکستان نے اس گوہرِ یکتا کو جمعیتہ کا نائب ناظم مقرر کیا۔ نظامت کے دوران آپ جمعیتہ کی طرف سے اخبار "الجمعیتہ" نکالتے رہے کچھ عرصہ بعد جب سنیوں کی اس نمائندہ جماعت میں بعض وہ حضرات شامل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ جو ملک و ملت کی اسلامی خطوط پر رہنمائی اور سُنّی حضرات کی نمائندگی کرنے کی بجائے شہرت کے طلبگار اور ہوائے نفسانی کے پاسبان تھے۔ تو آپ نے جمعیتہ سے علیحدگی اختیار کر لی۔

سوادِ اعظم کا اجراء

اس کے بعد حضرت صدرالافاضل کی یاد میں ہفتہ وار اخبار "سوادِ اعظم" جاری کیا۔ جو بفضلہ تعالیٰ آج تک جاری ہے۔ کاغذ کی ہوشربا گرانی کے باعث جہاں اہلسنت کے کتنے ہی پرچے نسیاً منسیا ہو کر رہ گئے۔ وہاں سوادِ اعظم کا زندہ رہنا آپ کے عزم و استقلال کا منہ بولتا ثبوت اور حضرت صدرالافاضل کی زندہ کرامت نہیں تو اور کیا ہے۔

سوادِ اعظم نے ہمیشہ اہلسنت وجماعت کی ترجمانی کو اپنا نصب العین بنائے رکھا حکومت پاکستان کی غیر اسلامی حرکات کو دیکھ کر سوادِ اعظم کبھی خاموش نہیں رہا۔ مخالفین اہلسنت کی معاندانہ کارروائیوں کے مقابلے میں سرزمین لاہور سے جلوہ گر ہونے والا "سوادِ اعظم" ہی تھا۔ جو یہ نعرہ شیرانہ بلند کرتا ہوا حاسدین کے راستے میں سدِ سکندری بن جاتا تھا۔ ؎

سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے
دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے

شادی خانہ آبادی

آپ کی شادی حضرت صدرالافاضل کی تجویز سے مولانا سید مہدی علی صاحب مرحوم کی صاحبزادی سے ۴ شوال ۱۳۶۵ھ مطابق ۱ اگست ۱۹۴۷ء کو ہوئی۔

وفات

بروز چہارشنبہ ۱۲ جمادی الآخر ۱۳۹۱ھ مطابق ۴ اگست ۱۹۷۱ء کو دن کے ۳۰-۳ پر سینت کا یہ مہ پارہ صدرالافاضل کا پیارا صابر اللہ شاہ کا چراغ اور اپنے برادر خورد کا سہارا جہانِ فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف کوچ کر گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اغراض و مقاصد

ادارہ نعیمیہ رضویہ سوادِ اعظم مدینہ کالونی والٹن ٹریننگ سکول لاہور

- پندرہ روزہ سوادِ اعظم کے ذریعہ اسلامی معاشرہ کا قیام ۔ صحیح عقائد کی ترغیب اور اسلامی انقلاب کی تحریک ۔
- ملت اسلامیہ میں اخوت و اتحاد کا جذبہ پیدا کرنا اور اہلسنت وجماعت کیخلاف ہر سازش کو ناکام بنانا
- دینی کتب اور نئے نئے مسائل پر بحث و تحقیق کو شائع کرنا ۔
- غیر اسلامی رسوم کی اصلاح ۔ عظمت انبیاء ۔ اولیاء اللہ کا احترام ۔ بدعقیدگی کا پوسٹ مارٹم کرنا
- مسلک اعلحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کی تبلیغ کا انتظام اور اعلحضرت کی کتابوں کی اشاعت
- صدر الافاضل حضرت مولانا الحاج حکیم مفتی سید محمد نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہ کے تبلیغی مشن کو کامیاب کرنا
- نعیمی دارالتصانیف کے ذریعہ مذہبی علوم کی ترویج کے لئے کتابیں شائع کرنا ۔
- اہلسنت وجماعت کے دینی مدارس و مساجد میں باہمی رابطہ قائم کرکے ان میں مسلک اعلحضرت کی تبلیغ جاری کرانا ۔

(زیر اہتمام و انصرام)

مولانا غلام قطب الدین نعیمی اشرفی مدیر اعلیٰ پندرہ روزہ سوادِ اعظم

مدینہ کالونی والٹن لاہور و خطیب و مہتمم دارالعلوم جامع مسجد بلال رجسٹرڈ والٹن لاہور